McGill University Library
3 103 258 737 M

ISLAMIC
HF3784
B55
1900z

This is a reproduction of a book from the McGill University Library collection.

Title: Hindustān kī tijārat
Author: Bilgrāmī, Muḥammad Muʻīnuddīn
Publisher, year: Ḥaidarābād, Dakan : Idārah-yi Maʻāshīyāt, [19--?]

The pages were digitized as they were. The original book may have contained pages with poor print. Marks, notations, and other marginalia present in the original volume may also appear. For wider or heavier books, a slight curvature to the text on the inside of pages may be noticeable.

ISBN of reproduction: 978-1-77096-196-8

This reproduction is intended for personal use only, and may not be reproduced, re-published, or re-distributed commercially. For further information on permission regarding the use of this reproduction contact McGill University Library.

McGill University Library
www.mcgill.ca/library

MG4 .B1813h
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
38706
★
McGILL
UNIVERSITY

کرشن پرسی کھاد کمیٹی کا کتب خانہ دتیم سال اوّل

Balgāmī, Muhammad Mu'īn... Dīn

سلسلۂ مطبوعات بزمِ معاشیات جامعۂ عثمانیہ ۱۵

(زیرِ نگرانی)

ڈاکٹر انور اقبال قریشی صدر شعبۂ معاشیات

Hindustān kī tijārat

ہندوستان

(کی)

تجارت

(از)

محمد معین الدین بلگامی

بی۔ اے (عثمانیہ)

ادارۂ معاشیات

فاطمہ منزل حمایت نگر حیدرآباد دکن

کتب خانہ انجمن ترقی اردو
دفتر

MG4
B1813R

ادارۂ معاشیات کی شائع ہونے والی

کتابیں

معاشیات پر مستند کتابیں شائع کرنے کے لئے یہ ادارہ حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اور آئندہ تین ماہ میں حسب ذیل کتابیں شائع کر رہا ہے :-

ہندوستان کے معاشی مسائل :-

از مولوی ناصر علی صاحب ایم اے لکچرار معاشیات ضخامت ۳۰۰ صفحات - قیمت چار روپیے - تاریخ اشاعت یکم نومبر سنہ ۱۹۴۴ء

ہندوستان کی آبادی :-

از ڈاکٹر انور اقبال قریشی صدر شعبۂ معاشیات جامعۂ عثمانیہ و معاشی مشیر حکومت حیدرآباد ضخامت ۴۲۰ صفحات - مجلد قیمت تین روپیے - تاریخ اشاعت یکم دسمبر سنہ ۱۹۴۴ء -

ہندوستان کا نظام زر :-

از ڈاکٹر انور اقبال قریشی صدر شعبۂ معاشیات جامعۂ عثمانیہ و معاشی مشیر حکومت حیدرآباد ضخامت ۳۰۰ صفحات مجلد قیمت تین روپیے - تاریخ اشاعت یکم فروری سنہ ۱۹۴۵ء

(ملنے کا پتہ)

ادارۂ معاشیات

فاطمہ منزل - حمایت نگر - حیدرآباد دکن

16.11.68

ہندوستان

کی

تجارت

از

محمد معین الدین بگامی

(بی۔ اے عثمانیہ)

38706

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	پہلا باب	
۱	ہندوستان کی معیشت میں تجارت کی اہمیت	۳
	دوسرا باب	
۲	ہندوستان کی تجارت کے اقسام	۸
	تیسرا باب	
۳	اندرونی تجارت	۱۱
	چوتھا باب	
۴	بیرونی تجارت	۲۵
	پانچواں باب	
۵	توازن تجارت و توازن ادائی	۴۵
	چھٹا باب	
۶	تجارتی پالیسی	۵۱
	ساتواں باب	
۷	موجودہ جنگ کے ہندوستان کی تجارت پر اثرات	۷۳

پہلا باب

ہندوستان کی معیشت میں تجارت کی اہمیت

کسی ملک کی معیشت میں وہ تمام کاروبار شامل ہیں جو اشیار و خدمات کی
پیدائش تقسیم اور صرف سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے ہر ایک آپس میں لازم و
اور مساوی اہمیت رکھتا ہے۔ کسی ملک میں کثیر پیمانہ پر پیدائش نہیں ہو سکتی تاوقت
پیداوار کی تقسیم کے آسان ذرائع اور بہتر مواقع موجود نہ ہوں اور نہ اشیار کا وسیع
پیمانہ پر مبادلہ ہو سکتا ہے جب تک کہ ملک میں کاروبار پیدائش ترقی یافتہ اور منظم
نہ ہوں۔ پیدائش اور تقسیم دولت کا دارومدار افراد کی قوت خرید اور بہتر معیار زند
کے حصول کی کوشش پر ہوتا ہے۔ تجارت میں اشیار کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اگر اشیر
مبادلہ اس قدر اچھا ہو کہ افراد کی حالت بہتر ہو سکے تو اس میں ملک کی فلاح و بہبو
مضمر ہوتی ہے۔ جب سے کہ انسان زراعت سے قدم آگے بڑھا کر صنعت و حرفت کی
رجوع ہوا تجارت معاشری تنظیم میں کافی اہمیت اختیار کر لی۔ ایک طویل عرصہ تک د
کے بہت سے ذرائع بیکار پڑے رہے اس لئے کہ اشیار کی تقسیم کا انتظام ترقی یافتہ
نہ تھا اور نہ ذرائع حمل و نقل کی حالت بہتر تھی۔ جب نئے تجارتی راستوں کی دریا

عمل میں آئی اور حمل ونقل کے ذرائع عالم وجود میں آئے اور نئے نئے ممالک سے انسان
روشناس ہوا تو تجارت کو اپنی خوشحالی میں اضافہ کیلئے اختیار کیا۔ انسانیت کے
ارتقاء میں تجارت کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ تہذیب وتمدن کی ترقی مذاہب فنون اور
سائنس کو تمام دنیا میں پھیلانے زبردست شہنشاہیوں کے بنانے اور افراد کے
معلومات میں اضافہ کرنے میں تجارت نے بہت اہم خدمات انجام دیں موجودہ دور میں
ذرائع حمل ونقل کی ترقی نے دنیا کے تمام ممالک کو ایک دوسرے سے بہت قریب
کر دیا ہے وہ اشیاء جو دنیا کے ایک حصہ میں تیار کی جاتی ہیں دوسرے بعید ترین
حصوں میں طلب کی جاتی ہیں اس طرح سے صرف ذرائع حمل ونقل کی ترقی نے تجارت
کی ترقی کی راہیں کھولدیں۔ اس کے ساتھ ہی کثیر مقدار میں پیداوار نے قریب وبعید
تجارت کی مقدار کو بڑھا دیا۔

حقیقی تجارت اشیاء کے آزاد مبادلہ کا نام ہے اور یہ مبادلہ کرنے والے
دونوں جماعتوں کے لئے مفید ہوتی ہے فروخت کنندہ اور خریدار دونوں کو متمول
بناتی ہیں ہم جس دنیا میں رہتے ہیں اس کا ہر ایک حصہ دوسرے کا معاشی حیثیت
سے محتاج ہے۔ ایک ملک دوسرے ممالک کے لئے پیدا کرتا اور اپنے لئے دوسروں
سے پیداوار حاصل کرتا ہے۔ اسطرح سے ممالک میں ایک باہمی قریبی تعلق موجود ہے
وانسانیت کی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا
کہ تجارت نے ممالک کے درمیان رقابت اور کشیدگیوں کو بھی پھیلایا ہے۔

البتہ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ تجارت ہر ملک کے لئے ضروری اور لابدی ہے۔
تجارت کی اہمیت کا اندازہ اسوقت ہو سکتا ہے جبکہ ہم تھوڑی دیر کیلئے

بین الاقوامی تجارت کو نظر انداز کر دیں۔ اگر تجارت اور ذرائع حمل و نقل سے تعلق رکھنے والے تمام ادارہ ختم ہو جائیں تو دنیا کی صنعتوں کا خاتمہ ہو جائیگا اور لاکھوں آدمی اپنی ضروریات کی تکمیل سے محروم ہو جائینگے۔ بیروزگاری اپنی انتہا کو پہنچ جائیگی۔ باوجود افراط کے لوگ تنگدستی کے شکار ہو جائینگے۔ اسطرح سے تجارتی نظام کو ختم کر دینا گویا عالمگیر تباہی کو دعوت دینا ہے۔ سنہ ۱۹۲۹ء کی کساد بازاری نے دنیا پر یہ ظاہر کر دیا کہ تجارت ہی موجودہ تمدن کی جان ہے بغیر اس کے دنیا اپنی کثیر آبادی کو مطمئن نہیں کر سکتی تجارت تمام قوموں کی زندگی ہے خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی آزاد ہوں یا غلام۔

ہندوستان کا قدیم زمانہ ہی سے تجارت میں خاصہ اہم حصہ رہا عیسائیت کی ابتداء سے پہلے کے مورخ ہندوستانی صنعت و تجارت کا ذکر کرتے ہیں۔ ہندوستان کی تجارت و صنعت پر لکھنے والا ہر مصنف ہندوستانی ململ میں لپٹی ہوئی مصری ممیوں کا ذکر کرتا ہے اکثر مصنفین پلینی کے اُس بیان کو پیش کرتے ہیں جو اسنے ہندوستان کی صنعت و جہازرانی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ بمقدار کثیر زر ہندوستان میں اسکی تجارت کی وجہہ سے جمع ہوتا تھا۔ بہر حال ہندوستانی تاجر اس زمانہ میں یونانیوں، رومیوں، ایرانیوں، عرب اور چینیوں وغیرہ سے تجارتی تعلقات رکھتے تھے۔ ہندوستان دور دور کے بازاروں میں اپنی مصنوعات روانہ کرتا اور انکے معاوضہ میں قیمتی دھاتیں، جواہرات، گھوڑے اور شراب درآمد کرتا تھا۔ ہندوستان اس زمانہ میں مشرق و مغرب کے تمام ممالک کے لئے ایک گودام تھا۔ ہندوستانی موجودہ دور کی ابتداء تک سب سے زیادہ ترقی یافتہ صنعتی و تجارتی قوم تھے

ہندوستان کی یہ حالت مغلیہ دور کے اختتام تک رہی۔

اٹھارویں صدی کے بعد حالات میں تبدیلی شروع ہوئی۔ انگلستان نے ہندوستان کو اپنے زیر اقتدار لایا اسی زمانہ میں انگلستان میں صنعتی انقلاب ہوا۔ اس کو اپنی مصنوعات کی خام پیداوار حاصل کرنے کے لئے وسیع نوآبادیات موجود تھیں لیکن ان میں سب سے زیادہ اہمیت ہندوستان کو حاصل تھی۔ اس زمانہ میں اگر ہندوستان سے انگلستان کے تجارتی تعلقات نہ ہوتے تو ناممکن تھا کہ انگلستان کے کارخانے ترقی کرتے ہندوستان کو انگلستان نے اپنی برآمدی تجارت کا ایک منفعت بخش بازار بھی بنالیا۔ ہندوستان اب صنعت و تجارت دونوں حیثیتوں سے کمزور بن گیا اور صرف ایک زرعی ملک رہ گیا ہے۔

ہندوستانیوں کو اپنے ملک کی تجارتی اہمیت کا احساس یوں ہوا کہ ہندوستان ایک اچھا خاصا براعظم ہے بہت ہی آباد اور زرعی و معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہندوستان سے غربت و بیروزگاری کو دور کیا جائے بشرطیکہ ان تمام ذرائع کو کام میں لاکر ملکی صنعتوں اور تجارت کو ترقی دی جائے اور منظم کیا جائے غیر ممالک کے پاس ہندوستان کی تجارت کو اس لئے اہمیت حاصل ہے کہ ہندوستان میں خام پیداواروں کا خزانہ موجود ہے۔ وہ دیگر ممالک کو روئی جوٹ، روغنی تخم، لاک، اور چمڑے برآمد کرتا ہے انگلستان اور چند دیگر ممالک کے کارخانوں کی ترقی کی حقیقی وجہ ہندوستان کی خام پیداواریں ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان غیر ممالک کے مصنوعات کے لئے ایک فائدہ بخش بازار ہے۔ انگلستان، فرانس، جرمنی، اٹلی، امریکہ اور جاپان کے درمیان ہندوستانی بازار کے لئے جو رقابت

ایک زمانہ سے چلی آرہی ہے وہ بین الاقوامی تجارت میں ہندوستان کی اہمیت کو اچھی طرح واضح کرتی ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یوروپی اقوام نے ہندوستان کے سمندری راستوں کی دریافت ہی سے اپنی تجارت کی ابتدا کی ان کی کوشش بیکار نہیں گئیں انہوں نے ہندوستان سے گذشتہ زمانہ میں اور اب بھی پورا فائدہ حاصل کیا۔ انگلستان کی خوشحالی صنعتی ترقی اور سیاسی برتری کی اہم وجہ اس کا ہندوستان پر قبضہ تھے۔ انیسویں صدی کی ابتدا سے انگلستان کا یہ طرز عمل رہا ہے کہ ان تمام ممالک پر اقتدار رکھا جائے جو ہندوستان کے سمندری راستوں پر ہیں۔ یورپ میں توازن قوت برقرار رکھنے اور جاپان کو ہندوستان سے دور رکھنے کی وجہ یہی رہی کہ ہندوستان سے پورا پورا فائدہ حاصل کیا جائے۔ کسادبازاری کے زمانہ میں جب انگلستان نے اپنی تجارتی و صنعتی برتری میں تنزل محسوس کیا تو اس نے ہندوستان کے بازار کو شاہی ترجیح کے ذریعہ محصور کرنے کی کوشش کی مختلف صنعتی ممالک کے درمیان رقابت کی اہم وجہ معاہدہ اوٹاوہ بھی ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام راہ ترقی پر گامزن ممالک کے لئے ہندوستان کی تجارت کسقدر اہمیت رکھتی ہے۔

دوسرا باب

ہندوستان کی تجارت کے اقسام

معاشی نقطۂ نظر سے کسی ملک کی تجارت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
۱۔ تجارت قریب یعنی ایسی تجارت جو قرب وجوار کے علاقوں سے کی جائے (۲) تجارت بعید یعنی ایسی تجارت جو بہت دور کے ممالک سے کی جائے۔ لیکن جب تجارت اور صنعت وغیرہ میں قومیت کا عنصر زیادہ غالب ہو گیا تو تجارت کو داخلی اور خارجی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ یہ تقسیم سیاسی نقطۂ نظر سے کی گئی ہے۔ اس کو سب سے پہلے تجاریوں نے پیش کیا۔ داخلی اور خارجی تجارت کو علیحدہ رکھنے کی وجہ ان کے چند خصوصیات ہیں ایک ہی ملک کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ عاملین پیدائش کی منتقلی میں آسانی ہوتی ہے اور تجارت میں سہولت ہوتی ہے لیکن دو مختلف ممالک کے درمیان تجارت میں بہت سی دشواریاں ہیں۔ مثلاً اختلاف نظام زر تجارت اور صنعت پر حکومت کی پابندیاں جنگ کا خوف اختلاف زبان مذہب و نسل وغیرہ لیکن یہ تمام امور کاوشیں سیاسیات کی پیدا کردہ ہیں۔ چونکہ ایک ملک ایک سیاسی اکائی ہوتا ہے اس اکائی کی معاشی حالت کا مطالعہ اور اس کے دنیا کی معاشی حالت سے مقابلہ کرنے کے لئے تجارت کی داخلی اور خارجی تقسیم کرنی پڑتی ہے۔

ہر ملک نے تجارت خارجہ کو زیادہ اہمیت دی ہے اس کی وجہ تجارتین کا یہ نظریہ ہے کہ وہی ملک دولت مند کہا جاتا ہے جو زیادہ مقدار میں قیمتی دھاتیں رکھتا ہو۔ قیمتی دھاتیں اسی وقت زیادہ مقدار میں کسی ملک میں موجود ہونگی جبکہ دیگر ممالک سے زیادہ تجارت کی جائے یعنی برآمد زیادہ کیجائے اور درآمد کم تاکہ توازن تجارت ملک کے زیادہ موافق ہو اور نقد کو اس کے معاوضہ میں درآمد کیا جائے۔

آزاد تجارت کے دور میں بھی جو انیسویں صدی کی ابتدا سے ۱۹۲۰ء تک قائم رہا یہی نظریہ عمل پیرا تھا کہ خارجہ تجارت قومی فلاح و بہبود کے لئے زیادہ اہم ہے جنگ کے بعد امین نے آزاد تجارت کی جگہ لی۔ معاشی معاملات میں حکومت کی مداخلت میں اضافہ ہوا۔ محاصل میں اضافہ اور نظامات زر کے ٹوٹنے کی وجہ سے اقوام نے اپنی معاشی بھلائی کے راستے ڈھونڈنا شروع کیے۔ تجارت خارجہ پر سیاسی پالیسی کی رو سے پابندیاں عاید کی جانے لگیں جس کی وجہ سے تجارت میں آزادی باقی نہ رہی۔ اس لئے حکومتوں نے اندرونی تجارت کی طرف توجہ کی۔ انہوں نے اندرونی معاشی حالت کی بہتری کی اہمیت کو محسوس کیا۔ جب معاشی خود اکتفائیت کو اہم صنعتی و تجارتی ممالک میں مقبولیت حاصل ہوئی تو اندرونی تجارت کو خارجہ تجارت پر برتری دی جانے لگی معاشی کساد بازاری نے اس نقطۂ خیال کو اور تقویت دی اور آجکل ہر ملک اندرونی تجارت کی حالت بہتر کر رہا ہے۔

ہندوستان کی حد تک بھی ہمیشہ تجارت خارجہ کو زیادہ اہمیت دی گئی اس کی وجہ ہندوستان کے خاص حالات ہیں۔ ہندوستان ایک غیر ملک کے زیر اقتدار ہے اور اس کے تمام تجارتی معاملات انگلستان کے مفاد کے پیش نظر طے کئے جاتے ہیں اگر

قومی حکومت ہندوستان میں ہوتی تو ضرور اندرونی تجارت کی طرف متوجہ ہوتی اس کے علاوہ ہندوستان چونکہ ایک مقروض ملک ہے اس لئے اس کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ توازن تجارت اس کے زیادہ موافق رہے تاکہ قرضہ ادا کیا جائے اور اس کے لئے زیادہ برآمد کی ضرورت ہوتی ہے اسی وجہ سے معاشیین خارجہ تجارت پر زیادہ توجہ کرتے ہیں لیکن ۱۹۲۳ء سے اندرونی تجارت کی ترقی کے امکانات پر غور کیا جانے لگا اور اندرونی معاشی حالات کی بہتری کے لئے امتیازی تامین کے طریقہ کو اختیار کیا جانے لگا۔ آجکل ملک کے معاشیین اس کی برابر کوشش کر رہے ہیں کہ اندرونی تجارت کو ترقی دیجائے ملک کی وسعت اور اس کی آبادی کی کثرت اور بیروزگاری کے پیش نظر ان کا کہنا ہے کہ جلد از جلد صنعتوں کو ترقی دیجائے اور ملک کے وسیع اندرونی بازار میں تجارت کی حالت کو بہتر کیا جائے ہندوستان کے لئے بمقابلہ دیگر ممالک کے خود مکتفی ہونے کے بہت زیادہ مواقع حاصل ہیں ۔

ہندوستان کے جغرافی اور دیگر خاص حالات کی وجہ سے اندرونی اور بیرونی تجارت کے علاوہ تجارت کی تین اور قسمیں اہمیت حاصل کر لیتی ہیں یہ ساحلی تجارت مکرر برآمدی تجارت اور بری سرحدی تجارت ہیں۔ طوالت سے بچنے کے خاطر صرف اندرونی و بیرونی تجارت پر تفصیلاً اور بقیہ تینوں قسم کی تجارت پر مختصراً روشنی ڈالی جائیگی ۔

تیسرا باب

اندرونی تجارت

ان ممالک کے لئے جو بہت ہی وسیع الرقبہ ہیں جہاں اختلاف موسم واختلاف
انات موجود ہو اور جہاں ہر قسم کے معدنیات کا خزانہ ہو داخلی تجارت خاصی اہمیت رکھتی
ہندوستان کو ان تمام خصوصیات کا حامل ہوتے ہوئے مثل محدود ذرائع پیدائش
رونی، والے ممالک کے اپنی معاشی ترقی کے لئے بیرونی تجارت پر مکتفی نہیں ہونا چاہیئے
ت وستان ایک براعظم کی حیثیت رکھتا ہے جسکی وجہ سے اس کو وسیع اندرونی تجارت
ز و اکتفائیت کے مکمل مواقع حاصل ہیں۔

رونی تجارت کی مقدار

ہندوستان کی اندرونی تجارت کی اہمیت کا
اندازہ اس کی مقدار سے کیا جاسکتا ہے
ندوستان کی کل زرعی پیداوار کو لیا جائے تو ہر ایکڑ پر برآمد کیلئے جو اجناس روغنی
روئی، جوٹ اور چائے وغیرہ پیدا کئے جاتے ہیں اس کے مقابلہ میں گیارہ ایکڑ
ضروریات کے لئے کاشت کئے جاتے ہیں" اگر زرعی پیداوار کے علاوہ دیگر غیر زرعی
دوار مثلاً معدنیات اور مصنوعات کو بھی شامل کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بہت تھوڑی

مقدار برآمد کی جاتی ہے" اندرونی تجارت کی قیمت کا اندازہ کرنیکی کوشش صوبجاتی بنک کاری کی تحقیقاتی کمیٹیوں، ہندوستانی مرکزی بنک کاری کی تحقیقاتی کمیٹی اور مسز دا... نے کی ہے ۱۹۲۷ء میں بین الاقوامی معاشی کانفرنس نے بھی اپنے اعداد پیش کئے ہیں لیکن ان اعداد وشمار میں خاصے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے محکمہ اعداد وشمار کی اشاعت (INLAND TRADE OF INDIA) کی رو سے ۲۱-۱۹۲۰ء میں ہندوستان کی کل اندرونی تجارت کی قیمت (۱۵۰۰) کروڑ روپے تھی اور اندرونی و بیرونی تجارت میں ۲½ اور (۱) کی نسبت تھی۔ پروفیسر کے۔ ٹی۔ شاہ کے تخمینہ کی رو سے اسکی قیمت (۲۵۰۰) کروڑ ہوتی ہے۔ اکثر مصنفین کا خیال ہے کہ بیرونی اور اندرونی تجارت کی مقدار میں نسبت (۱) اور (۱۰) یا (۱) اور (۱۱) کی ہوتی ہے۔ اسطرح اندرونی تجارت کی سالانہ قیمت تقریباً ۲۰۰۰ کروڑ ہوئی ہے۔ جو بیرونی تجارت کی قیمت کی دگنی سے بھی زائد ہے لیکن باوجود اس اہمیت کے اس کی ترقی کی طرف بالکل توجہ نہیں کی جاتی ہے۔ اندرونی تجارت کے لئے نہ بہترین ذرائع حمل ونقل ہیں اور نہ مالی حالات اچھے ہیں اسکے علاوہ اندرونی تجارت کی مقدار اور اس کی قیمت سے متعلق کسی قسم کے قابل اعتماد اعداد موجود نہیں ہیں البتہ ۱۹۲۳ء تک ہندوستان کا محکمہ اعداد وشمار (INLAND TRADE OF INDIA) نامی ایک سالانہ رسالہ شائع کرتا تھا اور تمام صوبے بھی اسی قسم کی اشاعت کرتے تھے ان اشاعتوں کے ذریعہ ہندوستان کے اٹھارہ بڑے تجارتی حصوں کی درآمد وبرآمد کا اندازہ ہوتا رہا لیکن یہ اعداد زیادہ تر مقدار تجارت سے متعلق تھے درنہ قیمت سے متعلقہ اعداد جو بہت کم دئے جاتے تھے درست نہیں ہوتے تھے ہر حصہ کی اندرونی تجارت کو نظرانداز کردیا جاتا تھا اور ریلوں سے جو تجارت ہوتی اس میں خاصی کمی کی جاتی تھی۔ سڑکوں کے ذریعہ جو تجارت ہوتی

ں کو شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ باوجود ان تمام خرابیوں کے یہ اعداد بہت کارآمد ثابت
ہے ہیں لیکن یکے بعد دیگرے صوبوں نے ان کی اشاعت کو بند کر دیا اور ۱۹۲۳ء میں
ف مصارف کی کمیٹی کی سفارش پر حکومت نے اپنی اشاعت کو بھی بند کر دیا۔ معاشی
اتی کمیٹی نے اندرونی تجارت کے اعداد وشمار کی دوبارہ صحیح طریقہ پر اشاعت کی سفارش
سفارش کی بنا پر حکومت ہند نے دوبارہ اپریل ۱۹۳۳ء سے ان اعداد وشمار کی اشاعت
دار کی۔ اس میں بھی وہی خرابیاں موجود ہیں جو پہلے کی اشاعت کی خصوصیت ہیں
عداد کی رو سے ۳۴-۱۹۳۳ء میں ہندوستان کی اندرونی تجارت کی مقدار (۶۲۸۴۶۴)
ن تھی جو بڑھ کر ۴۰-۱۹۳۹ء میں (۸۲۸۲۱۹) ہزار من ہوگئی۔

اندرونی تجارت کی ترقی میں رکاوٹیں اور انکی اصلاح

ع حمل ونقل

اندرونی تجارت کی ترقی کے بے انتہا مواقع کے باوجود اس کی ترقی کی
راہ میں بہت سی مشکلات ورکاوٹیں حائل ہیں اندرونی تجارت کی
کے لئے ضروری ہے کہ ذرائع حمل ونقل ترقی یافتہ ہوں۔ ہندوستان جیسے وسیع ملک
۴۵ ہزار میل ریلوے اور ۸۵ ہزار میل کی سڑکیں بہت ہی ناکافی ہیں۔ سڑکون کی
ت بدتر ہے اور فیصدہ ۹۵ بنز حمل ونقل بیل گاڑیوں سے ہوتی ہے جو بہت ہی سستا ذریعہ ہے
طویل مدت کے پیش نظر اندرونی تجارت اسیوقت ترقی کریگی جبکہ ترقی یافتہ ذرائع حمل ونقل
ر کئے جائیں ضرورت ہے کہ سڑکوں کی حالت درست کی جائے اور ان کی طوالت میں
ہ کیا جائے سستے اور تیز رفتار ذرائع حمل ونقل مہیا کئے جائیں۔ ریلوں کی ترقی میں گو
ں کی غربت حائل ہے لیکن اب بھی بعض علاقے ایسے ہیں جہاں ریلوں سے کافی کام

لیا جا سکتا ہے۔ ریلوے مالیہ میں تبدیلیوں اور تنظیم کی سخت ضرورت ہے تاکہ اس کے
اخراجات کو دور کیا جائے۔ کرایہ بمقابلہ اندرونی تجارتی مرکزوں کے بندرگاہوں کے
کم مقرر کئے جاتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیرونی تجارت اور ساحلی علاقے ریلوں
پورا فائدہ حاصل کرتے ہیں لیکن اندرونی تجارت اس سے محروم رہتی ہے۔ کرایوں میں
تخفیف ہونی چاہیئے کہ زرعی پیداوار اور مصنوعات کی حمل ونقل کے اخراجات بھی لوگوں
فائدہ ہو اس سے قوت خرید میں اضافہ ہوگا اور آئندہ حمل ونقل میں اور اضافہ
پیدا ہوگے جن سے ریلوں اور دیگر ذرائع حمل ونقل میں اضافہ ہوگا۔ جبکہ ریلوں میں
تمام سرمایہ حکومت کا ہو تو ضرورت ہے کہ کرایوں کے سلسلہ میں قومی پالیسی اختیار
اور اندرونی کاروبار کو ترقی دینے کی کوشش کیجائے۔ ریلوں کے کرایہ کی مشاورتی
ہندوستانی تاجرین اور صناعوں کے مطالبات پر غور کرنے اور کرایوں کی پالیسی پر
رکھنے کے لئے موجود ہے لیکن انتظامی اور دفتری الٹ پھیروں اور دیگر کمزوریوں
یہ کمیٹی غیر موثر ثابت ہوئی۔ اس کے علاوہ صوبجاتی حکومتوں نے بھی ذرائع حمل ونقل
کی طرف توجہ نہیں کی۔ مالیہ موٹر گاڑی کے قانون کی رو سے صوبجاتی اور حلقہ وار
عہدہ داران حمل ونقل کو متعین کیا گیا ہے جو ریل اور موٹر میں منتقل کرنے کے سامان
تقسیم کرتے ہیں اور کرایوں میں مقررہ حدود کے اندر کمی زیادتی کرتے ہیں۔ پٹرول
جلنے والے تیلوں پر محاصل میں اضافہ کی وجہہ سے اندرونی حمل ونقل کے مصارف
اضافہ ہوا جو اندرونی تجارت کی ترقی میں مانع ہے۔

ذرائع حمل ونقل میں تعاون جیسے جیسے نئے ذرائع حمل ونقل
کئے جانے لگے ان میں تعاون کا

اہم ہوتا گیا۔ ضرورت ہے کہ حمل ونقل کا ایسا انتظام کیا جائے کہ مختلف ذرائع میں آپسمیں نامناسب ونقصان دہ مقابلہ ختم ہو جائے اور زیادہ سے زیادہ کارکردگی سے کام جاری ہو۔ مچل اور کرکنس کی رپورٹ میں اس مسئلہ کے بعض حل پیش کئے گئے۔ ریل روڈ کانفرنس میں جو ۱۹۳۳ء میں شملہ میں ہوئی یہ طے کیا گیا کہ ریلوے کو اپنی طرف سے موٹر سروس جاری کرنیکی اجازت دیجائے۔ یہ سفارش بھی کی گئی کہ مرکزی وصوبہ واری ادارہ قائم کئے جائیں جو مقابلہ کرنے والے ذرائع حمل ونقل میں مناسب تعاون عمل قائم کرنیکی کوشش کریں دیگر ممالک میں عام طور پر ذرائع حمل ونقل کے تعاون کی پالیسی کے ذریعہ اندرونی تجارت کو ترقی دیجاتی رہی ہے۔ ہندوستان میں بھی بعض حصوں میں اس قسم کی پالیسی ایک حد تک کامیاب ہوئی ہے اور اس کامیابی کا سہرا حیدرآباد اور ایک خاص حد تک ٹراونکور کو حاصل ہے۔ اس تعاون عمل سے پورا فائدہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قومی ترقی پیش نظر ہو اور خارجی معاشی مفادات کا اس میں دخل نہ ہو اس کے علاوہ جہاں تک انتظامات ذرائع حمل ونقل کا تعلق ہے مقامی بورڈ صوبہ واری حکومت اور مرکزی حکومت تینوں کو دخل حاصل ہے۔ سستے اور فائدہ مند ذرائع حمل ونقل کے حصول کے لئے خود ان کے تعاون عمل کے علاوہ اس کا انتظام کرنیوالوں میں بھی اتحاد و تعاون کا ہونا ضروری ہے۔ مرکزی حکومت جس کو ریل سڑک اور نہری ذرائع پر اختیارات حاصل ہیں چاہئیے کہ وہ حب وطنی کے جذبہ کے تحت کاروبار انجام دے ملک کے حالات کے لحاظ سے اگر ذرائع حمل ونقل کی پالیسی میں تبدیلی کی جائے تو اندرونی تجارت کی ترقی کی راہ میں بہت سی رکاوٹوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔ حمل ونقل کے ساحلی ذرائع کو قومی بنایا جائے تو اس سے داخلی تجارت کو خاصی امداد ملیگی۔

کروڑ گیری کا مسئلہ

ہندوستان اندرونی تجارت میں بھی آزاد نہیں ہے بلکہ مختلف دیسی ریاستوں نے محاصل اندازی کے ذریعہ اشیاء کی آزاد حمل ونقل میں رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں۔ ریاستوں میں دستوری ترقی کے ساتھ کروڑ گیری ایک اہم ذریعہ آمدنی ہو چکا ہے۔ اس کا امکان ہے کہ جیسے جیسے اخراجات ریاست میں اضافہ ہوگا کروڑ گیری کی مقدار بھی بڑھ جائیگی جو اندرونی تجارت کے لئے نقصان دہ ہے۔ ہندوستان میں آزادی کے ساتھ تجارت اسیوقت ممکن ہے جبکہ ریاستوں اور صوبوں میں اتحاد عمل پیدا ہو جائے۔

زرعی پیداوار کی فروخت کا مسئلہ

ہندوستان کی زراعت کی ترقی کے لئے اس کی فروخت کے انتظام کا بہتر ہونا ضروری ہے گذشتہ کساد بازاری کی شدت کی ایک وجہ ہندوستان میں زرعی پیداوار کے فروخت کے بہتر انتظام کی عدم موجودگی ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کاشتکار کو اس کی خوشحالی کے زمانہ میں بھی اس کی پیداوار کی پوری قیمت نہیں ملتی۔ کاشتکار کو پیداوار تیار ہوتے ہی اپنے ضروریات اور واجبات کی تکمیل کیلئے فروخت کرنا پڑتا ہے اس کے علاوہ اس کے پاس گودام کرنیکی سہولتیں موجود نہیں اس کے ساتھ ہی معیاری پیمانوں کے نہ ہونے درجہ بندی ونگرانی کی عدم موجودگی ایجنٹ اور دلالوں کے خفیہ معاہدات کی وجہہ سے اس کو خاصے نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ کاشتکار کے پیدا کردہ بارہ تیرہ سو کروڑ ٹن پیداوار میں ایک ہزار کروڑ ٹن کی فروخت کا یہ حال ہوتا ہے اور بقیہ جو غیر ممالک میں فروخت ہوتی ہے اس نے عجیب مسائل پیدا کر دئے ہیں۔

اشیار کی درجہ بندی تشہیر اور فروخت کے اچھے طریقوں کی عدم موجودگی وغیرہ کی وجہ سے اول تو قیمت ہی کم ملتی ہے اس کے علاوہ خارجہ بازاروں کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔عام طور پر دیگر ممالک میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ ہندوستان بہتر اقسام پیدا ہی نہیں کر سکتا۔ان تمام مسائل کا حل اسی وقت ممکن ہے جبکہ فروخت پیداوار کا بہتر انتظام کیا جائے امداد باہمی کی فروخت کی انجمنیں پیدا کرنیوالوں کے لئے مفید ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ ان کے مال کو گودام کرکے اس کی ضمانت پر قرضہ دیتی ہے۔اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ پیدا کرنیوالے کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور نہیں ہوں گے اس کے علاوہ انجمن بازار کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد بہتر قیمت پر پیداوار فروخت کرے گی۔اس انتظام سے فائدہ بخش تجارت کی ابتداء ہوگی درجہ بندی اور ترقی یافتہ طریقہائے تشہیر کے مواقع پیدا ہوں گے۔اس سے پیدا کرنیوالے کی آمدنی میں اور اس طرح قوت خرید میں اضافہ ہوگا جو بعد میں تجارت کی خرابیوں کو دور کر سکتا ہے فروخت پیداوار میں اسراف نہ ہوگا درمیانی آدمی کی ضرورت نہ ہوگی اس کی قسم کی انجمنیں اپنے مرکزی اداروں کے قیام کے ذریعہ ترقی کر سکتی ہیں۔

زرعی اجناس کی فروخت کے سلسلہ میں علاوہ ذرائع حمل و نقل اور کرایہ کی تخفیف وغیرہ کے گوداموں کی سخت ضرورت ہے جو یا تو خانگی ہو سکتے ہیں یا ریلوے کی طرف سے قائم کئے جا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ اندرونی تجارت کے مالی پہلو کی اصلاح کی کوشش کی جائے اور ایسے ادارے قائم کئے جائیں جو مالی امداد دے سکیں۔

ہندوستان کی ساحلی تجارت

ہندوستان کی اندرونی تجارت میں ساحلی تجارت کو بہت اہمیت حاصل ہے اسی وجہ سے اس کا ایک علیحدہ عنوان کے تحت مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ساحلی تجارت مختلف بندرگاہوں کے درمیان ہوتی ہے۔ جن میں بمبئی، کلکتہ، رنگون اور ان کے بعد کراچی و مدراس اہم ہیں ۱۹۰۹-۱۴ء یعنی جنگ عظیم سے قبل بمبئی، کلکتہ، کراچی اور مدراس کی ساحلی تجارت کی قیمت علی الترتیب ۳۲۳۰ لاکھ ۱۸۷۲ لاکھ ۹۰۰ لاکھ ۲۸۱ لاکھ تھی موجودہ جنگ سے قبل ۱۹۳۷-۳۸ء میں اس کی قیمت علی الترتیب ۲۰۷۳ لاکھ ۱۲۸ لاکھ ۱۸۳۶ لاکھ اور ۱۴۳۴ لاکھ تھی۔

ساحلی تجارت کی اہم اشیاء کوئلہ، سوتی پارچہ، چاول، لکڑی، اجناس، دالیں، چائے، شکر وغیرہ ہیں۔ یہ تجارت زیادہ تر غیر ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہے۔ غیر ملکی کمپنیوں کو اس تجارت سے ۷ ۵ کروڑ روپے کا سالانہ منافع ہوتا ہے۔ اس تجارت میں صرف ۲۳ فیصد حصہ ہندوستانیوں کا ہے۔ ہندوستانیوں کے اس تجارت میں حصہ نہ لینے کی وجہ قومی تجارتی بیڑہ کی عدم موجودگی ہے۔ ساحلی تجارت پر غیر ہندوستانی کمپنیوں کے قبضہ اور ہندوستانیوں کے اس تجارت کو حاصل کرنیکی کوششوں کے سلسلہ میں چند مسائل پیدا ہو گئے ہیں جن میں ساحلی تجارت کے تحفظ کا مسئلہ، جہازران کمپنیوں کے "کانفرنس" DEFERRED REBATE SYSTEM اور ہندوستانی تجارتی بیڑہ کے مسائل بہت اہمیت اختیار کر لئے ہیں۔ جہازران کمپنیوں کے "کانفرنس" غیر ملکی کمپنیوں کے اتحادات ہوتے ہیں جو مقابلہ کے نقصانات کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی جہازرانی کے انتظامات

کو بہتر حالت میں رکھتے ہیں۔ یہ اتحادات (DEFERRED REBATE SYSTEM)
کو اختیار کرتے ہیں۔ اتحادات اعلان کرتے ہیں کہ اگر تاجر ایک خاص مدت کے اختتام
سے پہلے ان کے جہازوں کے بجائے کسی اور جہاز پر اپنا سامان روانہ نہ کریں تو انہیں
جملہ کرایہ کا ایک خاص فیصد واپس کیا جائیگا اور یہ اسی وقت ادا کیا جائیگا جبکہ آئندہ"
اسی مدت کے لئے اسی اتحاد کے جہازوں کے ذریعہ تاجر اپنا سامان منتقل کراتے رہیں۔
اس اعلان کی رو سے جو رقم ادا کی جاتی ہے اسکو (FERRED REBATE .
کہتے ہیں ان کانفرنسوں اور ان کے اس قسم کے نقصان دہ طریقوں کی وجہ سے
ہندوستانی جہازوں کی زندگی معرض خطرہ میں آگئی ہے اسیوجہہ سے ہمیشہ
ہندوستانیوں نے اس کی مخالفت کی اور ساحلی تجارت کے ہندوستانیوں کیلئے
تحفظ اور اس کے لئے ہندوستانی تجارتی بیڑہ کی ترویج کا مطالبہ کیا۔ لیکن برطانوی
حکومت اور انگریزوں نے ہر وقت ان کو یا تو ٹال دیا یا مخالفت کرتے رہے بالآخر
۱۹۳۵ء کے قانون کی رو سے اس چیز کو ہندوستانیوں سے منوایا گیا کہ برطانوی
اور ہندوستانی کمپنیوں میں کامل مساوات ہے اور کسی قسم کے امتیازات جائز نہیں
ہیں۔ برطانیہ سے اس کی امید رکھنا کہ وہ اپنے مفادات کی قربانی کرکے
ہندوستان کے مسائل کو حل کریگا بیجا ہے۔ البتہ موجودہ حالات کے پیش نظر
وزیگاپٹم میں ایک جہازسازی کے کارخانہ سندھیا اسٹیم اینڈ نیویگیشن کمپنی کے
قیام کی اجازت دی گئی ہے۔ ساحلی تجارت کے ان مسائل کا حل اور اس
کی ترقی کے لئے قومی حکومت کا ہونا ضروری ہے جو ہندوستانی مفاد کی
روشنی میں ان مسائل کا جائزہ لے۔

مکرر برآمدی تجارت

ایسے اشیاء کی برآمد جو پہلے درآمد کی جائیں اور عارضی چنگی کی ادائی کے بعد گودیوں میں جمع کردی جائیں مکرر برآمدی تجارت میں شمار کی جاتی ہیں بعض اشیاء ایسی ہیں جو دیگر ممالک سے ہندوستان کو درآمد ہوتی ہیں تاکہ قرب وجوار کے ممالک کو دوبارہ برآمد کی جائیں (امریکی جہاز اپنا مال جو خلیج فارس کے ممالک کے لئے برآمد کیا جاتا ہے بمبئی میں اتار دیتے ہیں پھر ان ممالک کو جانے والے جہاز دن پر اس مال کو لاد کر برآمد کر دیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے جغرافی محل وقوع اور اس کے قرب وجوار کے بعض ممالک کی سمندر سے دوری اور انکی معاشی پس ماندگی کی وجہ سے ہندوستان کو قدیم زمانہ ہی سے مکرر برآمدی تجارت میں ممتاز درجہ حاصل رہا۔ ہندوستان ریشمی پارچہ اور ریشم چین سے اور ہیرے جواہرات سیلون سے درآمد کرتا تھا تاکہ مغربی ممالک کو برآمد کئے جائیں۔ اونی اشیاء آئینہ وغیرہ مغربی ممالک سے ہندوستان آتے تھے تاکہ ایشائی ممالک کو برآمد کئے جائیں۔ گو اب بھی ہندوستان کی خارجہ تجارت میں مکرر برآمدی تجارت کو وہی اہمیت حاصل ہے لیکن اس سے ہمیشہ بے اعتنائی برتی گئی اور اس میں خاصی تبدیلیاں بھی ہوگئی ہیں۔

۲۱-۱۹۲۰ء میں مکرر برآمدی تجارت کی جملہ قیمت ۴۔۸۷ کروڑ روپے تھی اس کے بعد اس میں کمی ہوتی گئی ۳۲-۱۹۳۱ء میں یہ صرف ۴۶ء۳ کروڑ روپے رہ گئی اس کی وجہ کساد بازاری کے اثرات ہیں اس کے بعد اس میں اضافہ ہوتا گیا اور ۳۹-۱۹۳۸ء میں اس تجارت کی قیمت ۲۔۴۶ کروڑ روپے ہوگئی ۴۱-۱۹۴۰ء

میں ۱۸،۱۱ کروڑ اور ۴۲-۱۹۴۱ء میں ۱۳۱۳،۵۱ کروڑ ہو گی۔

مکرر برآمدی اشیاء میں اہم ترین سوتی مصنوعات ہیں جو زیادہ تر سلطنت متحدہ سے آتی ہیں۔ مغربی ممالک کو مکرر برآمد کے لئے جو اشیاء ہندوستان آتی ہیں۔ ان میں ممتاز حیثیت کھالوں اور پشمینہ کو حاصل ہے ایشیائی ممالک صنعتی ترقی میں بہت پیچھے ہیں لیکن ان میں یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ دیگر ممالک کی مصنوعات کم درآمد کریں اور ملکی مصنوعات کو ترقی دیں۔ چنانچہ حالیہ سال میں ہندوستان سے ان ممالک کو مشین زیادہ برآمد کئے گئے ہیں۔ ۴۰-۱۹۳۹ء میں ان ممالک کو ۱۰،۷ کروڑ کی مالیت کے مشین برآمد کئے گئے تھے لیکن ۴۱-۱۹۴۰ء میں ان کی مالیت بڑھ کر ۳۲ کروڑ ہو گئی۔ مصنوعات شکر، چائے، تمباکو کے بعد مکرر برآمدی تجارت میں میوے، ترکاریوں، ربر، اجناس، دالوں، ادویہ، اور جانوروں کو اہمیت حاصل ہے۔

مستقبل ہندوستان کی مکرر برآمدی تجارت کا مستقبل کچھ زیادہ خوشحال نہیں ہے ہندوستان کے اطراف واکناف کے ممالک کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ تجارت میں اس درمیانی واسطے کو نکالدیں۔ موجودہ جنگ کے بعد وہ ممالک جو سمندری راستوں سے قربت رکھتے ہیں دیگر ممالک سے براہ راست تجارتی تعلقات قائم کرینگے لیکن جو سمندر سے دور ہیں اپنی درآمد و برآمد کے لئے ہندوستان سے تعلق رکھنے پر مجبور ہو جائینگے لیکن اس مکرر برآمدی تجارت میں تبدیلیاں ضرور ہونگی یہ ممالک خود صنعتی ترقی کر رہے ہیں جنگ کے بعد کے چند سال شاید یہ مشین و دیگر ضروری آلات درآمد کریں۔ اس کے بعد وہ بجائے خام اشیاء کے

ان مصنوعات کو برآمد کرینگے جو ان کی ضروریات سے زاید ہوں۔

بری سرحدی تجارت ہندوستان کے شمال مغرب و شمال مشرق میں چھ ہزار میل سے زاید طویل سرحدیں ہیں لیکن اس کے باوجود ان سرحدی علاقوں سے ہندوستان کی تجارت اس کی بحری تجارت کے مقابلہ میں صرف ۵ فیصد ہے اس کی وجہہ تجارت کے وہ تمام مشکلات ہیں جو شمال مشرق میں گنجان جنگلوں اور شمال مغرب میں سر بفلک پہاڑیوں کی وجہہ سے پیدا ہوتے ہیں ذرائع حمل ونقل اور آسان پہاڑی راستوں کی غیر موجودگی اسس تجارت کی ترقی میں حائل رہی۔ ہندوستان کی بری سرحدی تجارت میں ممالک ایران، افغانستان، عراق، تبت، مغربی چین، وسطی ایشیار، سیام وریاستہائے شان حصہ لیتے ہیں۔ بری سرحدی تجارت میں درآمدی اشیار گیہوں، دالیں، میوے ترکاری، اخروٹ، چاول، کھالیں، پشم، تمباکو، خام اون، خام جوٹ، السی، سرسوں شامل ہیں۔ اور برآمدی اشیار میں سوتی کپڑا، رنگ، مشنری، دھاتی اشیا، چینی و کانچ کا سامان، پٹرول، گیہوں، چاول، نمک، شکر، چائے اور تمباکو ہیں اس طرح سے درآمد زیادہ تر خام اشیار کی ہوا کرتی ہے اور برآمدی اشیار میں زیادہ مصنوعات ہیں اس تجارت کے جو اعداد وشمار ۴۱-۱۹۴۰ء سے حاصل کئے جانے لگے ان سے صرف مقدار تجارت کا اندازہ ہوتا ہے اس سال کل درآمد کی مقدار ۲۶ لاکھ من رہی اور برآمد ۵۷ لاکھ من برآمد چونکہ تیار شدہ اشیار کی ہوتی ہے اس لئے قیمت کی شکل میں یہ تجارت زیادہ موافق رہی۔

ہند افغان تجارت دور مغلیہ میں سرحدی تجارت اپنے عروج پر تھی

اسکی وجہہ یہ تھی کہ بہترین سڑکیں موجود تھیں ہندوستان کے صنعتی علاقوں سے ان سڑکوں کا تعلق تھا اس کے علاوہ نہری ذرائع کو بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ موجودہ دور میں ہندوستان و افغانستان کی تجارت کے علیحدہ اعداد ۱۹۳۱ء سے ملتے ہیں ۳۹-۱۹۳۸ء میں ہند افغان تجارت کی جملہ قیمت ۳۴۶ لاکھ تھی ۴۰-۱۹۳۹ء میں ۶۶۲ لاکھ اور ۴۱-۱۹۴۰ء میں ۸۹۵ لاکھ۔ افغانستان سے کھالیں، پشم، میوے، اخروٹ اور ترکاریاں کل درآمد کی ۸۵ فیصدی پر مبنی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اون، سوت، مصالحے، قالین، ہینگ اور جانور درآمد ہوتے ہیں۔ ہندوستان سے افغانستان کو برآمدی اہم اشیاء جوتے، سیمنٹ، جانور، آلات، مشنری، ربر کی مصنوعات، شکر، چائے، تمباکو، سوتی اور ریشمی پارچہ جات ہیں ان میں سے نصف سے زیادہ اشیاء غیر ممالک کی ہیں حکومت افغانستان کی اختیار کردہ ہندوستان کے مخالف تجارتی پالیسی کی وجہہ سے یہ تجارت متاثر ہوئی۔ دونوں ممالک کے درمیان توازن تجارت ۳۸-۱۹۳۷ء میں ۱۵۴ لاکھ روپلے اور ۳۹-۱۹۳۸ء میں ۳۴ لاکھ روپلے ہندوستان کے موافق رہا عام طور پر توازن تجارت انہی دو حدود کے درمیان رہتا ہے۔

مستقبل افغانستان رفتہ رفتہ صنعتی اور خودمکتفی بنتا جارہا ہے۔ اس کا بڑا اثر ہندوستان سے اس ملک کو مصنوعات کی برآمد پر پڑیگا۔ ہندوستان کی شکر کے لئے افغانستان ایک اچھا بازار بن سکتا ہے لیکن اس کو افغانستان میں جاوا اور روس کی شکر سے مقابلہ کرنا پڑے گا ہندوستانی چائے کے لئے افغانستان میں زیادہ موافق حالات ہیں کیونکہ

یہ چین اور جاپان سے اس ملک کو جانے کی درآمد بند ہو گئی ہے۔ افغانستان میں تعمیری کاموں میں روز افزوں اضافہ کی وجہ سے ہندوستان سے سیمنٹ اور تعمیری ضروریات کی برآمد بڑھتی جا رہی ہے۔ ہندوستان سے سگریٹ کی برآمد آیندہ اور بڑھیگی کیونکہ افغان سگریٹ نوشی کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ موجودہ جنگ میں جاپان اور امریکہ کی مصروفیت کی وجہ سے ان کی مصنوعات کی درآمد مسدود ہو گئی ہے ہندوستان کو چاہیئے کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اس بازار پر قابض ہونیکی کوشش کرے۔

ہند ایران تجارت

ہند ایرانی تجارت میں برآمد ۳۵ لاکھ روپے اور درآمد ۲۰۸ لاکھ روپیے کی مگر برآمد ۱۲ لاکھ کی ہوتی ہے اس طرح سے ہندوستان کے لئے غیر موافق توازن تجارت رہتا ہے۔ برآمدی اشیاء میں سوتی مصنوعات دھاگہ، چائے، چاول، اہم ہیں درآمد معدنی تیل، اون، قالین اور خشک میوہ جات پر مبنی ہوتی ہے۔ ایران سے دو راستوں کے ذریعہ تجارت ہوتی ہے ا۔ سمندری راستہ ہندوستان سے بندر عباس، بوشہر اور بندر شاہ پور کی بندرگاہوں تک (۲) بری راستہ کوئٹہ اور دزداب ریلوے کے ذریعہ جو زیادہ اہم نہیں۔

ایران صنعتی حیثیت سے بہت پس ماندہ ملک ہے اس لئے ہندوستانی مصنوعات کا بہترین بازار بن سکتا ہے۔ ہندوستان کو ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ بازار حاصل ہو جائے اس تجارت کے لئے سرحدی ذرائع حمل ونقل کو ترقی دینی چاہیئے جنگ کی وجہ سے ہند ایران تجارت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایران نے پٹرول کی درآمد میں برما کا جائزہ لیا ہے۔

چوتھا باب

بیرونی تجارت

تاریخی پس منظر قدیم زمانہ سے ہندوستان کے تجارتی تعلقات دور دور کے ممالک سے تھے۔ تین ہزار سال قبل مسیح ہندوستان بابل کی زبردست سلطنت سے تجارت کرتا تھا۔ مصر میں دو ہزار سال قبل کی جو ممیاں برآمد ہوئی ہیں وہ ہندوستان کے اعلیٰ قسم کے ململ میں لپیٹی ہوئی تھیں۔ مغربی ممالک میں سندھو کا لفظ ہندوستانی سوت' اور گنجیٹیکا کا لفظ ڈھاکہ کے ململ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مشہور مورخ ہیرودوتس اپنی تاریخ میں ہندوستانی مصنوعات اور اون کا ذکر کرتا ہے۔ شہنشاہ نیرو کے زمانہ میں ہندوستان کی تجارت سے رومن مالیہ پر جو اثر پڑا اس کا ذکر پلینی یوں کرتا ہے کہ کثیر مقدار میں سونا ہندوستان کو برآمد ہوتا تھا۔ اس قدیم دور میں ہندوستان تقریباً تمام ممالک کو ان کی ضروریات و مصنوعات فراہم کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کو "دنیا کا کارخانہ" کہا جائے تو بالکل بجا ہے

دور وسطیٰ یعنی ۱۱۰۰ تا ۱۷۰۰ کے زمانہ میں ہندوستان کی بیرونی تجارت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی بحری تجارت خلیج فارس اور بحیرۂ احمر کے راستہ عرب جہاز رانوں کے ذریعہ ہوتی تھی۔ ساحل ملیبار کیمبے اور کورومنڈل پر مسلمان تجارت میں مصروف تھے بعد میں کیمبے اور کورمنڈل کی تجارت بنیوں اور چٹیوں کے ہاتھ میں آئی اس دور میں تجارت کی وہی حالت تھی جو دوسری صدی میں تھی البتہ بری سرحدی تجارت اپنے کامل عروج پر تھی۔ درآمدات میں سونا بہت اہمیت رکھتا تھا جو سکہ سازی اور زیورات میں استعمال کیا جاتا تھا اس کے علاوہ تانبا، ٹین، سیسہ، جست، پارہ اور قیمتی پتھر وغیرہ درآمد کئے جاتے تھے اس کے معاوضہ میں ہندوستان پارچہ جات، رنگ افیون، ادویات، مرچ و مصالحہ برآمد کرتا تھا۔

پندرہویں صدی کے اواخر ہی سے یوروپی اقوام نے ہندوستانی تجارت کے نئے راستے دریافت کرنا شروع کئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مغربی اقوام کو ہندوستان کی خام پیداوار نے نہیں بلکہ اس کے شہرۂ آفاق پارچہ جات چھینٹ، جواہرات، نقاشی شدہ ریشمی و اونی پارچوں نے اپنی طرف متوجہ کیا چنانچہ اسپین، پرتگال، ہالینڈ، فرانس، جرمنی، اور انگلستان نے یکے بعد دیگرے ہندوستان سے تجارتی رشتہ جوڑا لیکن ان میں سے باالآخر انگریزوں کو پوری تجارت پر قابض ہونے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو اس تجارت کا اجارہ حاصل ہوا کمپنی کا مقصد تجارت سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنا تھا بقول ایڈمنڈ برک "ایسٹ انڈیا کمپنی کے نظمار میں قومی احساس بالکل نہ تھا اور

ہندوستان کی تجارت سے ان کا مقصد صرف کمپنی اور اس کے ملازمین کی دولت میں اضافہ کرنا تھا۔ کمپنی کے اس طرز عمل سے ہندوستان کی تجارت میں بیحد اضافہ ہوا۔ ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ چار براعظموں کو ہندوستان اپنی مصنوعات و دیگر ضروریات فراہم کرتا رہا۔

لیکن یہ حالات زیادہ دن تک جاری نہ رہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی منفعت بخش تجارت سے انگریز مطمئن نہ تھے۔ کیونکہ ہندوستانی مصنوعات کے معاوضہ میں انگلستان سے کثیر مقدار میں سونا، چاندی ہندوستان برآمد ہوتی تھی چنانچہ ہندوستان کی درآمدات پر محاصل عاید کیے گیے کمپنی کا اجارہ ختم کیا گیا اور بعض درآمدات ممنوع قرار دیئے گئے۔ انگلستان میں صنعتی انقلاب کی وجہہ سے اس کی قوت پیدائش میں زبردست اضافہ ہوا۔ اس فنی برتری اور سیاسی تسلط سے برطانیہ نے پورا فائدہ حاصل کیا۔ انگلستان کی نوآبادیاتی پالیسی نے ہندوستان کی صنعتوں کے مستقبل پر پوری طرح پانی پھیر دیا اور ہندوستان کو ایک زرعی پیداوار اور خام اشیار برآمد کرنیوالا ملک بنا دیا گیا۔ یہ کہنا کہ آزاد تجارت کی پالیسی کی وجہہ سے ہندوستان کی تجارت میں یہ تبدیلی ہوئی۔ درست نہیں بلکہ ہندوستان کو ایک صنعتی و تجارتی ملک سے بدلکر جبراً ایک زرعی ملک بنا دیا گیا تاکہ وہ اپنے حکمرانوں کو خام اشیار مہیا کرے اور اس کے معاوضہ میں ان کی مصنوعات کو حاصل کرے۔ جیسے جیسے ہندوستان نے تنزل کی راہ اختیار کی انگلستان خوب ترقی کرتا گیا اور ایک زرعی ملک سے ترقی کرکے دنیا کا اہم صنعتی و تجارتی ملک بن گیا۔

اس طرح سے ہندوستان کے تنزل کی وجہہ انگلستان کا اس پر تسلط اور انگلستان کی

ترقی کی وجہ ہندوستان پر اس کا قبضہ ہے۔

انیسویں صدی کے نصف آخر میں دنیا نے زبردست ترقی کی جس کے اثرات ہندوستان کی تجارت پر پڑے ۱۸۶۹ء میں نہر سوئز کی تعمیر نے ہندیوروپی تجارت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز کیا اس نہر کی تعمیر سے انگلستان اور ہندوستان کے درمیان تین ہزار میل کے راستہ کی کمی ہوئی جسکی وجہ سے تجارت میں ترقی ہوئی۔ نہر سوئز نے یورپ کے صنعتی بننے اور ہندوستان کی زرعی ترقی میں خاصی امداد دی ۱۸۷۰ء سے تجارت میں مسلسل اضافہ ہوا۔ چنانچہ ۶۵-۱۸۶۴ء تا ۹۸-۱۸۹۹ء کے پانچ سال کی تجارت برآمد کا سالانہ اوسط ۸۶ء۵۵ کرڈوڑ سے بڑھکر ۹۵-۱۸۹۴ء تا ۹۹-۱۸۹۸ء کے پانچ سال میں ۵ء۱۰۷ کرڈوڑ ہوگیا اسی دوران میں درآمد ۷ء۳۱ کڈوڑ سے بڑھکر ۷ء۷۳ کرڈوڑ ہوگئی۔ گیہوں، چاول، چائے، روئی، جوٹ، روغنی تخم کھالیں کثیر مقدار میں برآمد کی جانے لگیں اور سوتی پارچہ، مشین، لوہے و فولاد کے اشیاء کی درآمد ہونے لگی۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے اجارہ کو ۱۸۱۳ میں ختم کردیا گیا تھا اور تمام اقوام کو ہندوستان سے تجارت کی آزادی دی گئی تھی لیکن اس کے باوجود انگریز ہی اجارہ دار کی حیثیت رکھتے تھے۔ انگلستان کے کثیر سرمایہ کی ہندوستانی ذرائع حمل ونقل میں موجودگی تمام ریلوے کمپنیوں، جہاز رانی، بنک کاری اور تجارتی اداروں پر انگریزوں کا تسلط اس کے علاوہ خود ہندوستان کی مالیاتی پالیسی کا انگریزوں کے اختیار میں ہونا برطانیہ کے لئے ہندوستان میں خاصی برتری کے مواقع پیدا کرچکا تھا جس سے انگریزوں نے ایک طویل عرصے تک فائدہ حاصل کیا۔

لیکن گذشتہ صدی کے اواخر سے اس برتری میں رفتہ رفتہ کمزوری پیدا ہوتی گئی۔ جرمنی اور جاپان نے انگلستان سے مقابلہ کی ابتدا کی۔ ان ممالک نے اپنی مصنوعات کو ہندوستان میں درآمد کرنا شروع کیا اور ہندوستان سے خام اشیاء کو بھی خریدنے لگے اور اپنی حکومتوں کی امداد سے ہندوستانی تجارت کی ترقی کی کوشش کرنے لگے اور یہہ رجحان بیسویں صدی کے ابتدائی زمانہ میں بڑھتا گیا۔

موجودہ صدی میں ہندوستان کی بیرونی تجارت

سنہ ۱۹۰۰ تا ۱۹۱۴ء بیرونی تجارت کی حالت

دنیا کی خوشحالی نے ہندوستان کی تجارت پر اچھے اثرات مرتب کئے۔ سونے کی پیدائش میں اضافہ کی وجہ سے بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ ہوا جسکی وجہ سے ممالک کی پیدائش دولت میں ترقی ہوئی سوائے سنہ ۱۹۰۸-۰۹ء کے جبکہ بارش کی کمی امریکہ کے بنک کاری کے نظام میں خرابی اور ہندوستان میں زر کے مبادلہ کی دقتوں نے تجارت میں کمی کردی تھی۔ بقیہ تمام سال تجارت خوب ترقی کرتی رہی۔ اس دور میں تجارت کی ترقی کا اندازہ حسب ذیل جدول سے ہوسکتا ہے۔

کروڑ روپیوں میں

سال	درآمد	برآمد	جملہ
۱۹۰۰ تا ۱۹۰۱	۷۶٫۲۷	۱۰۴٫۱۶	۱۸۰٫۴۳
۱۹۰۵ تا ۱۹۰۶	۱۰۳٫۰۸	۱۶۹٫۱	۲۷۲٫۱۸
۱۹۰۷ تا ۱۹۰۸	۱۰۷٫۵	۱۴۸٫۴۵	۲۵۵٫۹۵
۱۹۱۱ تا ۱۹۱۲	۱۱۷٫۷۲	۲۰۲٫۲۴	۳۱۹٫۹۶
۱۹۱۳ تا ۱۹۱۴	۱۵۰٫۳۵	۱۹۶٫۶۲	۳۴۶٫۹۷

۱۹۱۳-۱۴ء میں برآمد میں کمی کے وجوہ یورپ میں صنعتی جھگڑے امریکہ کی طلب میں کمی اور جنگ بلقان ہیں۔ اس کے علاوہ خود ملک میں بارش کی کمی اور بنک کاری کے انتظام میں خرابی نے تجارت کو متاثر کیا لیکن بحیثیت مجموعی تجارت میں اضافہ ہوا۔ برآمد کثیر مقدار میں خام اشیاء کی ہوتی تھی اور درآمد وہی مصنوعات کی ہوا کرتی تھی۔ ہندوستان کی تجارت میں انگلستان کا زیادہ حصہ تھا اس دور میں آزاد تجارت کی پالیسی اپنے عروج پر تھی۔ ہندوستان کے تجارتی تعلقات غیر شہنشاہی ممالک سے بڑھنے لگے۔ وسطی یورپ کے ممالک امریکہ اور جاپان سے ہندوستان کی تجارت کو اہمیت حاصل ہو گئی ان ممالک سے جو درآمد ہوا کرتی تھی وہ ہندوستان کے حالات

بہت موافق و مطابق تھی ان اشیاء کی قیمت بھی کم ہوتی تھی اور یہ ممالک خود ہندوستان کے لئے بہتر بازار فراہم کرتے تھے۔ اس کے علاوہ برطانیہ کے مقابلہ میں ان ممالک سے ہندوستان کا توازن تجارت زیادہ موافق رہتا تھا۔ ضرورت اس کی تھی کہ اس تجارت کو اور ترقی دی جائے تاکہ ہندوستان انگریزی قرضہ کی ادائی اس موافق توازن تجارت سے کر سکے۔ لیکن انگلستان کا فائدہ اس میں تھا کہ غیر برطانوی تجارتی تعلقات کو بڑھنے نہ دے۔ انگلستان کی ہندوستان سے تجارت میں برابر کمی ہو رہی تھی۔ ۱۸۶۶-۷۰ء کے دوران میں ہندوستان کی تجارت کا ۵۳٫۲ فیصد حصہ انگلستان کا ہوتا تھا لیکن یہ گھٹتے گھٹتے ۱۹۰۹-۱۳ء کے دوران میں ۲۵٫۵ فیصد ہو گیا اس کی ایک وجہ تو ہندوستان میں صنعتی ترقی ہے لیکن اہم وجہ غیر برطانوی ممالک سے مقابلہ ہے برطانیہ کی اب کوشش یہ تھی کہ اپنے حریفوں کو ہندوستانی بازار سے نکال باہر کرے اور ہندوستانی رائے عامہ کے اختلاف کے بغیر ہندوستان کی معیشت کو اپنے تحت کرلے اور

ہندوستانی درآمد و برآمد پر قابض ہو جائے اس کے لئے ضروری تھا کہ آزاد تجارت کی پالیسی کو ترک کیا جائے اور شہنشاہیت کا ایک تجارتی اتحاد قائم کیا جائے اس کے لئے ہندوستان مواقع کی تلاش میں رہا اور جنگ عظیم کے بعد اسنے جو تجارتی پالیسی اختیار کی وہ صرف جنگ سے پہلے کے ان حالات کا نتیجہ تھا۔

ہندوستان کی تجارت پر جنگ عظیم کے اثرات ۱۹۱۴-۱۸ء

ہندوستان نے جنگ سے پورا پورا فائدہ حاصل نہیں کیا دوران جنگ ہندوستان کی بیرونی تجارت کی مقدار بمقابلہ جنگ سے قبل کے زمانہ کے نصف رہ گئی۔ درآمد و برآمد میں بحیثیت مجموعی ۴۴ فیصد کی کمی ہوئی۔

دوران جنگ درآمد و برآمد کی مالیت مندرجہ ذیل ہے۔

کروڑ روپیوں میں

سال	درآمد صرف خانگی تجارت	جملہ درآمد مع حلیہ کا خزانہ و دیگر کاروبار	برآمد صرف خانگی تجارت	جملہ برآمد مع دیگر کاروبار
۱۹۰۹-۱۰ تا ۱۹۱۳-۱۴	۱۴۵٫۸۵	۱۹۸٫۸۷	۲۱۹٫۵	۴۳۱٫۴۲
۱۹۱۳-۱۴	۱۸۳٫۲۵	۲۳۴٫۷۵	۲۴۴٫۲	۴۹۰٫۸۴
۱۹۱۴-۱۵	۱۳۷٫۹۳	۱۶۶٫۷۴	۱۷۷٫۴۸	۳۵۴٫۲
۱۹۱۵-۱۶	۱۳۱٫۹۹	۱۵۰٫۱۱	۱۹۲٫۵۲	۳۵۷٫۹
۱۹۱۶-۱۷	۱۴۹٫۶۲	۱۹۸٫۷	۲۳۷٫۱	۴۵۲٫۴۹
۱۹۱۷-۱۸	۱۵۰٫۴۲	۲۱۶٫۱۲	۲۳۳٫۴۴	۴۶۸٫۵۱
۱۹۱۸-۱۹	۱۶۹٫۰۳	۲۵۹٫۹۳	۱۳۹٫۳۲	۵۲۴٫۲۵
دوران جنگ کا اوسط	۱۴۷٫۸	۲۱۵٫۹۷	۱۹۸٫۳۲	۴۳۱٫۴۵

مندرجہ بالا جدول سے ظاہر ہے کہ ۱۹۱۴-۱۵ء اور ۱۹۱۵-۱۶ء میں تجارت کی مالیت بہت گھٹ گئی تھی۔ اس کے بعد کے سال میں یہ پھر اپنی حالت پر آنے لگی بحیثیت مجموعی دوران جنگ تجارت میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوا۔ قابل غور امر یہ ہے کہ یہ تمام اعداد دوران جنگ قیمتوں کے لحاظ سے مرتب کئے گئے ہیں جبکہ افراط زر اور جنگ کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو چکا تھا اس زمانہ میں چونکہ توازن تجارت ہندوستان کے موافق رہا اس لئے بہت سے مصنفین اسپر لیے انتہا زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیرونی تجارت کی حالت اس دور میں اچھی رہی لیکن اس کے متعلق پیری ال سے نے اپنی کتاب "ہندوستان کی تجارت خارجہ" میں لکھا ہے "ہندوستان کی دوران جنگ خوشحالی و دولتمندی کا اندازہ لگانے کے لئے کیوں سیدھا راستہ چھوڑکر توازن تجارت کا سہارا لیا جائے جبکہ یہ حقیقت صاف ظاہر ہے کہ ہندوستان کی تجارت خارجہ نے جنگ کے دوران میں معکوس ترقی کی" دوران جنگ عظیم بعض ممالک مثلاً جاپان، امریکہ، برازیل، ارجنٹائن، کینیڈا اور اسٹریلیا نے اپنی تجارت اور صنعتوں کو خوب ترقی دی لیکن ہندوستان اپنی معاشی ترقی کے اس سنہرے موقع کو صرف دیکھتا ہی رہ گیا۔ ہندوستان کے اس موقع سے فائدہ حاصل نہ کرنے کے چند وجوہات ہیں۔

ہندوستان کی تجارت کا دائرہ جنگ کی وجہ سے محدود ہو گیا۔ ذرائع حمل و نقل کی دقتوں کی وجہ سے وہ اپنا مال یورپ کو روانہ نہ کر سکا۔ حکومت نے دشمن ممالک سے تجارت کو ممنوع قرار دیا تھا جسکی وجہ سے ہندوستان کو جرمنی جیسے اہم خریدار سے تجارت بند کرنی پڑی۔ متحارب قوموں میں بہت سے ممالک ہندوستان کے خریدار تھے لیکن جنگ کی وجہ سے ان میں افلاس و کمزوری پیدا ہوگئی تھی جس کی وجہ سے ہندوستان کو مال کی قیمت کی ادائی کا اطمینان نہ تھا۔ اکثر ممالک میں جنگی ضروریات

کی پیدائش کی وجہ سے ہندوستان کو اپنی بعض خام اشیاء برآمد کرنے کے مواقع نہ تھے
ایسی حالت میں ہندوستان کو چاہیئے تھا کہ وہ خود اپنی خام دولت سے مصنوعات تیار
کرتا لیکن ہندوستان مثل آج کے صنعتی مشنری کے لئے غیر ممالک کا محتاج تھا اور جنگ
کی وجہ سے ان کی درآمد مشکل تھی۔ ہندوستان کی درآمدی تجارت میں بھی کمی ہوئی
کیونکہ انگلستان اور یورپی ممالک جنگ میں مصروف تھے حکومت ہند نے اس دور میں
درآمدی محاصل بھی عائد کئے جس کا اثر درآمدات پر پڑا۔ جوٹ اور چائے پر برآمدی
محاصل عائد کئے گئے۔ اس غلط تجارتی پالیسی کے اختیار کرنیکی جسے تامینی پالیسی کی شکل
میں پیش کیا گیا اصلی وجہ یہ تھی کہ اس سے حاصل شدہ آمدنی سے جنگ سے پیدا شدہ
اخراجات کی تکمیل کی جائے لیکن اس سے بھی اہم وجہ یہ تھی کہ انگلستان اپنے
حریفوں کو جو اس کی غیر موجودگی میں ہندوستانی بازار پر مسلط ہو رہے تھے دور
کرنیکی کوشش کر رہا تھا۔ جہازوں کی کمی نے ہندوستانی مال کی برآمد میں دقتیں
پیدا کیں ہندوستان کی تجارت میں حصہ لینے والے برطانوی جہاز جنگی کام انجام
دیر رہے تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے اتحادی جہاز جنگ کی وجہ سے بحیرۂ بالٹک
اور بحراسود میں بند ہو گئے تھے۔ جرمنی کی آبدوز کشتیوں نے بھی اتحادی جہازوں
کو خوب تباہ کیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جملہ بحری ذرائع حمل ونقل میں کمی ہو گئی۔
ہندوستان نے جو اس سلسلہ میں غیر ممالک کا محتاج تھا اس زمانہ میں سخت
نقصانات برداشت کیے۔

ہندوستان کے نظام زر اور شرح تبادلہ میں خرابی بھی ہندوستان
کی تجارت میں کمی کا باعث ہوئی حکومت گرتی ہوئی شرح کو سنبھال نہ سکی جسکی

وجہ سے لوگ اپنی امانتوں کو بنکوں سے نکالنا شروع کئے اور زر کاغذی کو نقد کرنے لگے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سونے کی طلب میں اضافہ ہوا اور ملک میں زر کے نظام کی حالت ابتر ہوگئی۔ چنانچہ ان حالات کے متعلق فنڈلے شیراز کہتے ہیں حکومت کی ساکھ اور بازار کی حالت میں استقلال نہ ہونے کی وجہ سے کاروبار کرنیوالے اور خاصکر مارواڑیوں نے بہتر یہی سمجھا کہ اپنے کاروبار کو روک دیں اور اپنی تمام کمائی کو سونے اور جواہرات کی شکل میں تبدیل کرکے راجپوتانہ روانہ ہو گئے"۔

جنگ عظیم کے دوران میں ہندوستان کی تجارت میں جو تبدیلیاں ہوئیں۔ ان میں ایک ہی ہندوستان کے لئے بہتر پہلو رہا وہ یہ کہ ہندوستان کی برآمد میں مصنوعات میں نسبتاً اضافہ ہوا ۱۴-۱۹۱۳ء میں جملہ برآمد میں مصنوعات کا حصہ ۲۲٫۴ فیصد تھا یہ بڑھ کر ۱۹-۱۹۱۸ء میں ۳۶٫۲ فیصد ہوگیا۔ ہندوستان کے جوٹ کے تھیلوں اور چمڑے کی صنعت کو ترقی ہوئی اور برآمد میں یہ اشیاء زیادہ اہمیت اختیار کرلیں۔ اس کے علاوہ سوت، ولوہے، فولاد کی صنعت کو بھی ترقی ہوئی۔ ہندوستان نے اپنی مصنوعات کو اطراف واکناف کے ممالک کو برآمد کرنا شروع کیا اگر ہندوستان کو جنگ سے قبل ہی صنعتی ترقی کے مواقع بہم پہنچائے جاتے تو وہ اس موقع سے کامل افادہ حاصل کرتا۔

جنگ عظیم کے بعد کا دور ۲۹-۱۹۱۸ء اس دور کے نصف اول میں ہندوستان کی تجارت کی حالت وہی رہی جو دوران جنگ تھی۔ ہندوستان کی بیرونی تجارت کی ترقی کا انحصار یوروپی ممالک کی بہتری پر تھا کیونکہ وہی اس کے اہم خریدار تھے صلح کانفرنس میں اتحادیوں کی کمزور معاشی

پالیسی کی وجہ سے یورپی ممالک جلد ری نہ کر سکے۔ معاشی قومیت کی ابتدا کی وجہ سے بین الاقوامی تجارت میں رکاوٹیں پیدا ہونے لگیں۔ کروڑ گیری اور دیگر محصولات کو زیادہ استعمال کیا جانے لگا اور بین الاقوامی مبادلات میں کمزوریوں نے مثل اور ممالک کے ہندوستان کے لئے بھی یہ ناممکن بنا دیا کہ وہ بین الاقوامی تجارت میں اپنی اصلی حالت کو برقرار رکھ سکے تجارت میں کمی کی ایک اور اہم وجہ معیار طلا کا ترک کرنا بھی ہے۔ یورپ کے ممالک اور خاصکر جرمنی میں زبردست افراط زر کی وجہ سے ہندوستان ان سے تجارتی تعلقات قائم نہ کر سکا۔ انگلستان نے اس زمانہ میں تفریط زر کی پالیسی اختیار کی تاکہ معیار طلا کو دوبارہ رائج کیا جائے جس کا اثر ہندوستان کی تجارت پر پڑا ہندوستان میں بھی تفریط زر کی پالیسی اختیار کی گئی اور شرح مبادلہ میں اضافہ کیا گیا جس کی وجہ سے قیمتوں میں کمی ہوگئی کاروبار میں تخفیف ہونے لگی اور برآمد کے مقابلہ میں درآمد میں اضافہ ہوا۔ توازن تجارت ناموافق ہونے کی وجہ سے ہندوستانی قرضہ بڑھنے لگا۔ اس مین تجارت خارجہ کی حالیت حسب ذیل ہے۔

مخالف -   کروڑ روپیوں میں   موافق +

سال	برآمد	درآمد	توازن تجارت
۱۹۱۹-۲۰	۳۳۶٫۰۰	۲۲۱٫۷	۱۱۴٫۳ +
۱۹۲۰-۲۱	۲۶۷٫۷۶	۳۴۷٫۵۶	۷۹٫۸ -
۱۹۲۱-۲۲	۲۴۸٫۶۵	۲۸۲٫۵۹	۳۳٫۹۴ -
۱۹۲۲-۲۳	۳۱۶٫۰۷	۲۴۶٫۱۹	۶۹٫۸۸ +
۱۹۲۴-۲۵	۴۰۰٫۲۴	۲۵۳٫۳۷	۱۴۶٫۸۷ +
۱۹۲۷-۲۸	۳۳۰٫۲۶	۲۶۱٫۵۳	۶۸٫۷۳ +
۱۹۲۸-۲۹	۳۲۱٫۱۵	۲۶۳٫۴	۷۵٫۷۵ +

از روئے جدول بالا ۲۳-۲۲-۱۹۲۱ء میں بیرونی تجارت کی حالت ٹھیک نہ تھی ۲۲-۱۹۲۱ء کے دو سال توازن تجارت ہندوستان کے موافق نہ رہا ۱۹۲۳ء کے بعد بین الاقوامی تجارت کے حالات سمجھنے لگے جس سے ہندوستان نے بھی استفادہ کیا ۱۹۲۴ء کی ڈیوِس اسکیم کی رو سے تاوان جنگ کا مسئلہ حل ہونے کے بعد یورپ میں معاشی دنیا کی توازن کی حالت پیدا ہونے لگی۔ انگلستان نے ۱۹۲۵ء میں دوبارہ معیار طلا قائم کیا اور چند دیگر ممالک کی کرنسی کی شرح مبادلہ میں اضافہ کی وجہ سے ہندوستان کی تجارت کو ترقی کے مواقع میسر ہوئے۔

اس دور میں جہاں تک کہ اشیار تجارت کا تعلق ہے پارچوں کی درآمد میں کمی ہوئی کیونکہ ہندوستانی پارچہ کی صنعت ترقی کر چکی تھی۔ درآمدات میں مشنری کو زیادہ اہمیت حاصل رہی درآمد میں کمی کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ حکومت نے اپنے کثیر ضروریات یعنی اسٹورز کو ملک ہی میں خریدنا شروع کیا۔ معدنی تیل اور شکر کی درآمد میں اضافہ ہوا صنعتی ترقی کی وجہ سے مصنوعات کی برآمد بڑھنے لگی۔ دوران جنگ ہندوستان کو صرف انگلستان سے تجارت پر اکتفا کرنا پڑا تھا لیکن بعد از جنگ یہ مجبوری نہ رہی جس کی وجہ سے انگلستان سے تجارت برابر گھٹتی گئی۔ اسی رجحان کے پیش نظر انگلستان نے ۱۹۲۰ء میں شہنشاہی ترجیح کی کوشش کی لیکن اس میں اس کو ناکامی ہوئی البتہ انگلستان کے مال اور لوہے، و فولاد کو محصولات سے معافی دیدی گئی اس طرح سے شہنشاہی ترجیح کے لئے راستہ صاف کیا گیا۔ اس کے باوجود جاپان، امریکہ، اور جرمنی سے تجارت برابر بڑھتی گئی۔ ۲۹-۱۹۲۸ء میں تو جاپان، امریکہ سے بھی بازی لے گیا۔ ہندوستان جاپان کو خام روئی زیادہ مقدار میں برآمد کرتا رہا۔ اس دور میں جرمنی نے بڑی تیزی

سے ترقی کی اور ہندوستانی بازار میں اہمیت حاصل کرلیا دوران جنگ ۸۰ فیصد سے بڑھ کر جرمنی کی ہندوستان سے تجارت ۳۰-۱۹۲۹ء میں ۷ء۲ فیصد ہوگئی۔ جوٹ اون، دھاتی اشیاء، کھالوں مصنوعات اور روغنی تخم سے تیار کردہ اشیاء کی برآمد میں اضافہ ہوا لیکن خام و تیار شدہ ریشم، سوتی دھاگہ اور تیل کی برآمد میں کمی ہوئی اس کی وجہ دیگر ممالک سے مقابلہ اور ہندوستانی مال کی غیر اطمینان بخش حالت اور ان کے بدل کی دریافت ہے۔ بحیثیت مجموعی اس دور میں مصنوعات اور دیگر پیدائش میں خوب اضافہ ہوا۔ یوروپی ممالک کے علاوہ غیر یوروپی ممالک بھی پیدائش دولت میں اہمیت حاصل کر لئے۔ نئے صنعتی ممالک پیدا ہوئے جو بڑے زور و شور سے برآمدی تجارت میں حصہ لینے لگے۔ ہر ملک نے اپنے حالات کے لحاظ سے قیمتوں کی سطح مقرر کر لی مختلف شرح مبادلہ اور قومی تحریک نے ۲۹-۱۹۱۹ء کے دور میں خوب ترقی کی اور بالآخر معاشی کساد بازاری کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

معاشی کساد بازاری اور اسکے بعد ہندوستان کی بیرونی تجارت ۳۹-۱۹۲۹ء

۱۹۲۹ء ہی سے ہندوستان کی تجارت پر کساد بازاری کے اثرات پڑنے لگے ۱۹۳۰ء کے بعد سے ہندوستان کی تجارت میں یکایک کمی ہوتی گئی ۳۰-۱۹۲۹ء میں ہندوستان کی برآمد کی قیمت ۳۱۸ کروڑ تھی یعنی اس سے قبل کے سال کے مقابلہ میں ۲۰ کروڑ کی کمی ہوئی تھی اس کے بعد تجارت میں جو کمی ہوتی گئی اس کا اندازہ حسب ذیل جدول سے ہوتا ہے۔

موافق + مخالف ۔ کروڑ روپیوں میں

توازن	درآمد	برآمد	سال
+ ٦٩٫٢٨	٢٤٩٫٧١	٣١٨٫٨٩	١٩٢٩ - ٣٠
+ ٥٣٫٤٤	١٧٣٫٠٦	٢٢٦٫٥	١٩٣٠ - ٣١
+ ٣٠٫٥٦	١٣٠٫٤٤	١٦١٫٢	١٩٣١ - ٣٢
± ١٫٠٦	١٣٥٫٠١	١٣٦٫٠٧	١٩٣٢ - ٣٣
+ ٣٢٫٩٥	١١٧٫٢٨	١٥٠٫٢٣	١٩٣٣ - ٣٤
+ ٢٠٫٩١	١٣٤٫٥٩	١٥٥٫٥	١٩٣٤ - ٣٥
+ ٢٧٫٨١	١٣٦٫٧٨	١٦٤٫٥٩	١٩٣٥ - ٣٦

١٩٢٩-٣٠ء میں درآمد کی قیمت ٢٥٠ کروڑ تھی یعنی ١٩٢٨-٢٩ء کے مقابلہ میں اس میں ١٥ کروڑ کمی ہوئی برآمد میں جو کمی ہوئی وہ بہت کم فرق کے ساتھ ١٩٣٥-٣٦ء تک قائم رہی لیکن درآمد میں سال بہ سال کمی ہوتی رہی ١٩٣١-٣٢ء میں امریکہ اور فرانس میں سونا کثیر مقدار میں جمع ہوگیا اور انگلستان میں نظام زر کی حالت اسقدر نازک ہوگئی کہ اس کو ستمبر ١٩٣١ء میں معیار طلا ترک کرنا پڑا ان تبدیلیوں نے ہندوستان کی تجارت کو متاثر کیا۔ ہندوستان سے کثیر مقدار میں سونا برآمد ہوا کیونکہ اس دور میں سونے اور چاندی کی قیمت بہت زیادہ ہو چکی تھی۔ باوجود قیمتی دھاتوں کی برآمد کے اس سال برآمد میں بمقابلہ اس سے قبل کے سال کے ٦٥ کروڑ کی کمی ہوئی اور درآمد میں ٤٣ کروڑ کی کمی ہوئی۔ اس طرح سے ہندوستان کا توازن تجارت

۳۰٫۵۶ کروڑ روپے موافق رہا لیکن یہ معلوم ہو کہ یہ موافق توازن تجارت ہندوستان سے کثیر مقدار میں سونا برآمد کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے۔ اگر سونا برآمد نہ ہوتا تو توازن تجارت ناموافق رہتا۔ تجارت کی اس پستی میں اس قدر کمی کی وجہ کساد بازاری کے اثرات ہیں مصنوعات کے مقابلہ میں زرعی اجناس کی قیمتیں زیادہ گھٹ گئیں اور ہندوستان زیادہ تر زرعی اجناس برآمد کرتا ہے جس کی جملہ قیمت بمقابلہ درآمد شدہ مصنوعات کی قیمت کے بہت کم ہوتی تھی۔

۱۹۳۲-۳۳ء میں امریکہ نے بھی معیار طلا ترک کر دیا۔ بین الاقوامی مالیاتی بلے چینی اور تجارت میں معاشی قومیت کے جذبہ کی اہمیت نے ملک ہندوستان کی بیرونی تجارت کو سخت نقصان پہنچایا۔ ممالک نے آپس میں تجارتی معاہدوں کے ذریعہ اپنے کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن ہندوستان کو اس کی آزادی نہ تھی کہ وہ اپنے مفادات کے پیش نظر دیگر ممالک سے تعلقات قائم کرتا۔ ان ناموافق حالات کے باوجود ہندوستان کی درآمد میں ۵ کروڑ کا اضافہ ہوا۔ البتہ برآمدی تجارت میں باوجود سونے کی کثیر مقدار کی برآمد کے ۲۵ کروڑ کی کمی ہوئی اور موافق توازن تجارت سب سے کمترین یعنی ۲٫۰۱ کروڑ روپے رہ گیا۔ درآمد میں اضافہ اندرون سیاسی حالات کی بہتری اور برطانیہ و ہندوستان میں زیادہ گہرے تجارتی تعلقات کی وجہ سے ہوا اسی سال ہندوستان نے شہنشاہی ترجیح کو قبول کیا اور معاہدہ اوٹاوہ طے پایا۔

۱۹۳۳-۳۴ء میں برآمد میں ۱۴ کروڑ کا اضافہ ہوا لیکن درآمد ۱۷ کروڑ روپے گھٹ گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حکومت نے اپنے موازنہ میں خسارہ کو پورا کرنے کے لئے

درآمدی محصولات میں اضافہ کیا تھا۔ اس سال بحیثیت مجموعی تجارت میں جو کمی ہوئی اس کے وجوہات درآمدی و برآمدی تہدیدات طریق نسبیہ محصولات اور مختلف ممالک میں نئے تجارتی معاہدے ہیں اس کے علاوہ ۱۹۳۳ء میں بین الاقوامی معاشی کانفرنس کی ناکامی اور جرمنی اور جاپان کے مجلس اقوام سے نکل جانے کی وجہہ سے تجارت متاثر ہوئی۔

۱۹۳۴-۳۵ء میں ہندوستان کی تجارت میں کوئی خاص ترقی نہیں ہوئی یہ سال ہندوستان کے لئے کساد بازاری کا آخری سال تھا۔ اس سال درآمد میں ۱۷ کروڑ کا اضافہ ہوا برآمد صرف ۵ کروڑ روپے بڑھی اور توازن تجارت ۱۲ کروڑ روپے زائد کی حد تک موافق رہا۔

کساد بازاری کے اس چھ سالہ دور میں جہاں تک کہ تجارت خارجہ کی سمت کا تعلق ہے ہندوستان کو شہنشاہیت میں باندھ دیا گیا۔ یہ بازار ہندوستان کے لئے کچھ زیادہ فائدہ مند نہ رہا۔ سوائے انگلستان، جاپان اور سیلون کے بقیہ تمام ممالک سے ہندوستان کی تجارت گھٹ گئی۔ انگلستان کی تجارت میں معاہدہ اوٹاوہ کی وجہہ سے اضافہ ہوا۔ ترجیحی طریقہ کی وجہہ سے شہنشاہی ممالک سے ہندوستان کی تجارت ۱۹۳۲-۳۳ء میں بڑھ گئی۔ یوروپی بازار میں تجارت ۱۹۲۹-۳۰ء میں ۸۴ کروڑ روپے سے گھٹ کر ۱۹۳۲-۳۳ء میں ۴۲ کروڑ رہ گئی۔ اس کے بعد اس میں بہت کم اضافہ ہوا۔ ان ممالک نے ہندوستان کے مال پر محصولات اور تہدیدات کو عائد کرنا شروع کیا کیونکہ ہندوستان معاہدہ اوٹاوہ میں شریک ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ ان ممالک میں نظام زر کی حالت کچھ ٹھیک نہ تھی اور یہ نگرانی کی پالیسی کو اختیار کر چکے تھے۔ ہندوستان سے امریکہ کی تجارت بھی گھٹ گئی ۱۹۲۹-۳۰ء میں ۳۷ کروڑ سے کم ہو کر یہ ۱۹۳۲-۳۳ء میں صرف ۱۰ کروڑ رہ گئی۔ اس کے بعد

ہند امریکی تجارت میں بہت آہستہ آہستہ ترقی ہوئی کیونکہ معاہدہ اوٹاوہ کے بعد ہندوستان کے بعض حریف ممالک مثلاً برازیل، ارجنٹائن وغیرہ امریکی بازار پر غالب ہو چکے تھے۔ جاپان سے تجارت ۳۰-۱۹۲۹ء میں ۲۳ کروڑ سے کم ہو کر ۳۳-۱۹۳۲ء میں صرف ۱۴ کروڑ ہو گئی تھی البتہ ۳۵-۱۹۳۴ء میں ہند جاپانی تجارتی معاہدے کی وجہ سے اس میں ترقی ہوئی۔ اور یہ بڑھ کر اس سال ۲۵ کروڑ روپیہ ہو گئی۔

۳۵-۱۹۳۴ء سے کساد بازاری کے اثرات کم ہوتے جا رہے تھے۔ ہندوستان کے معاشی حالات بھی سنبھلنے گئے۔ اور اس کا بہتر اثر بیرونی تجارت پر پڑا۔ چنانچہ ۳۷-۱۹۳۶ء میں توازن تجارت بڑھ کر ۷۴ کروڑ روپے موافق رہا۔ اس بڑھتی ہوئی تجارت سے تقریباً تمام خام اشیاء نے فائدہ اٹھایا خاصکر خام روئی، جوٹ، کھالین و چمڑے، روغنی تخم کی برآمد زیادہ ہو گئی۔ جوٹ اور خام روئی کی برآمد کساد بازاری کی ابتدا سے اب تک کے تمام سال کے مقابلہ میں زیادہ تھی۔ جہاں تک کہ درآمد کا تعلق ہے۔ سوتی پارچہ، شکر اور لوہے، فولاد کی اشیاء کی درآمد میں خاصی کمی ہوئی ملک میں صنعتی ترقی نے مشنری کی درآمد میں اضافہ کیا۔

۳۷-۱۹۳۶ء کے سال کی اس دور میں اہمیت کی وجہ برآمدی تجارت میں زبردست اضافہ ہے۔ اس سال برآمد کی قیمت ۲۰۲ کروڑ رہی اور توازن تجارت ۷۴ کروڑ روپے تھا اس سال برآمد شدہ اشیاء کی قیمت میں ۱۷ فیصد کا اضافہ ہوا سوائے خام روئی اور جوٹ کے جنکی قیمت میں کمی ہو گئی بقیہ تمام زرعی پیداواروں کی قیمت میں اضافہ ہوا۔ اس سال کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ پانچ سال کے طویل عرصے کے بعد اس سال ۱۴ کروڑ کی مالیت کی چاندی درآمد ہوئی۔ اس کے علاوہ جملہ درآمدات کی قیمت

میں ۹ کروڑ روپے کی کمی ہوئی۔ بحیثیت مجموعی ہندوستان اس دور میں مثل دیگر ممالک کے ترقی کرتا ہوا اپنی اصلی حالت پر آرہا تھا۔ بین الاقوامی قیمتوں میں تدریجی ترقی اس چیز کو ظاہر کرتی ہے کہ معاشی کساد بازاری کے اثرات زائل ہو رہے تھے اور معاشی خوشحالی کی ابتدا ہو رہی تھی۔

معاشی حالت رو بہ ترقی تھی کہ ۳۸-۱۹۳۷ء میں قیمتوں میں یکایک کمی ہو گئی کاروباری ترقی میں یکدم کمی کی وجہ تخمین تھی جو مستقبل میں خام پیداوار کی رسد میں تخفیف سے متعلق کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ امریکہ میں سونے کی مقدار میں کمی ہوئی اور بنکوں نے بھی قرضے حاصل کرنے کی سہولتوں کو کم کر دیا۔ ممالک نے خوشحالی کے دور میں اپنے تہدیدی طریقوں میں تخفیف کی تھی جس کی وجہ سے پیداوار میں خاصا اضافہ ہوا۔ انہی وجوہات نے قیمتوں میں کمی کر دی اور خاصکر زرعی پیداوار کی قیمتیں گھٹنے لگیں اس کا برا اثر ہندوستان کی تجارت پر پڑا۔ چنانچہ ہندوستان برما سے برآمد گھٹ کر ۱۹۹٫۲ کروڑ ہو گئی۔ جاپان کو برآمد میں کمی ہوئی کیونکہ یہ اس زمانہ میں چین سے برسرپیکار تھا۔ اس جنگ کا اثر یہ ہوا کہ ہندوستان سے صرف ۳۰٫۴۴ کروڑ روپے کی روئی جاپان کو برآمد کی جا سکی حالانکہ اس سے قبل کے سال میں کل برآمد ۱۷٫۵۴ کروڑ تھی۔ خام جوٹ اور اس کی مصنوعات کی برآمد کی قیمت اس سال ۴۲٫۲۰ کروڑ روپے رہی اس سے قبل کے سال میں اس کی قیمت ۴۲٫۷ کروڑ روپے تھی۔ روغنی تخم کی برآمد میں ۴ کروڑ کی کمی ہوئی۔ چائے، کھال و چمڑے کی برآمد میں اضافہ ہوا۔ بحیثیت مجموعی برآمد میں کمی ہو رہی تھی لیکن درآمد میں اضافہ ہوا کیونکہ قیمتوں میں یکدم کمی سے خام پیداوار کے مقابلہ میں مصنوعات کم متاثر ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو اشیاء کہ ہندوستان میں درآمد کئے گئے انکے آرڈرس

خوشحالی کے زمانہ ہی میں دئیے گئے تھے۔ خام روئی کی درآمد میں ہندوستانی سوتی صنعت کی ترقی کی وجہ سے اضافہ ہوا۔ مشنری اور موٹروں کی درآمد بھی بڑھ گئی۔ اسی سال ہندوستان سے برما کی علیحدگی عمل میں آئی لیکن ہند برما تجارتی قانون ۱۹۳۷ء کی رو سے آئندہ تین سال تک آزاد تجارت ہوتی رہی۔

۳۹-۱۹۳۸ء میں بین الاقوامی تجارت پر بعض نئے حالات اثر انداز ہوئے جو اس سے پہلے کے چند سال سے روبہ ترقی تھے۔ معاشی قومیت اسوقت اپنے عروج پر تھی۔ نگرانی مبادلہ، حسابات کی ادائی اور معاوضہ وغیرہ کے تجارتی معاہدوں کی وجہ سے بین الاقوامی تجارت میں کمی ہوگئی تھی۔ ان تمام حالات نے ہندوستان کی بیرونی تجارت کو متاثر کیا۔ ہندوستان و برما کی جملہ برآمدی تجارت میں ۱۳٫۳ فیصد کی کمی ہوئی ۳۸-۱۹۳۷ء میں ۳۶۶٫۱۵ کروڑ سے گھٹ کر ۳۹-۱۹۳۸ء میں یہ ۳۱۷٫۵۱ کروڑ ہوگئی۔ ہندوستان کی درآمدی تجارت ۳۸-۱۹۳۷ء میں ۱۷۷٫۴۵ کروڑ سے ۳۹-۱۹۳۸ء میں ۱۵۶٫۲۴ کروڑ ہوگئی برآمدی تجارت ۳۸-۱۹۳۷ء میں ۱۹۰٫۷۷ کروڑ سے کم ہوکر ۳۹-۱۹۳۸ء میں ۱۷۰٫۲۷ کروڑ ہوگئی اس طرح سے توازن تجارت ان دونوں سال میں ۱۳ کروڑ روپیے ہی رہا۔ چائے تمباکو اور روغنی تخم کی برآمد میں اس سال خاصا اضافہ ہوا لیکن کھالوں چمڑے کی برآمد میں ۲۵ فیصد کی کمی ہوئی۔ بین الاقوامی تجارت کے محدود ہو جانے زرعی پیداوار کی دنیا میں کافی رسد موجود ہونے اور جاپان کی ہندوستانی خام روئی کی خریداری میں کمی کی وجہ سے ہندوستان کی برآمدی تجارت میں تخفیف ہوئی۔ جاپان نے خام روئی کی طلب میں ۵۳ فیصدی کی کمی کی اسکی وجہ سے کل برآمدی خام روئی کی مالیت میں ۶۴ فیصد کی کمی ہوئی۔ اس کمی کو سلطنت متحدہ اور جرمنی کو زیادہ برآمد کرکے پورا کیا گیا۔

جہاں تک کہ سمت تجارت کا تعلق ہے سلطنت متحدہ اور ممالک متحدہ کو برآمد زیادہ ہوتی رہی۔ جرمنی اور جاپان درآمدی تجارت میں بہت مستعدی سے حصہ لینے لگے۔ برطانوی شہنشاہی علاقوں کو برآمد میں ۹ فیصد کی کمی ہوئی لیکن درآمد میں ۷ فیصد کا اضافہ ہوا اس دور میں خام اشیاء کی درآمد میں اضافہ ہوا یہ سنہ ۱۹۳۵-۳۶ء میں ۱۹ کروڑ سے بڑھ کر سنہ ۱۹۳۷-۳۸ء میں ۴۱ کروڑ ہوگئی اور سنہ ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۳۲ کروڑ کی درآمد ہوئی اس کے برخلاف خام پیداوار کی برآمد میں کمی ہوئی۔ اس دور کے ابتدائی سال میں یہ ۷۹ کروڑ سے گھٹ کر آخری سال ۷۳ کروڑ ہوگئی مصنوعات کی درآمد بھی سنہ ۱۹۳۵-۳۶ء میں ۹۹ کروڑ سے کم ہو کر سنہ ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۹۳ کروڑ ہوگئی لیکن ہندوستان سے مصنوعات کی برآمد میں ۶ کروڑ کا اضافہ ہوا۔ یہ ۴۳ کروڑ سے بڑھ کر اسی مدت میں ۴۸ کروڑ ہوگئی اس طرح سے خام پیداوار کی برآمد میں کمی اور درآمد میں اضافہ اس کے ساتھ ہی مصنوعات کی درآمد میں کمی اور برآمد میں اضافہ ہندوستان میں صنعتی ترقی کا بیّن ثبوت پیش کرتے ہیں۔

کروڑ روپیوں میں

سنہ	۱۹۳۵-۳۶	۱۹۳۶-۳۷	۱۹۳۷-۳۸	۱۹۳۸-۳۹
برآمد	۱۶۵	۲۰۲	۱۹۰	۱۷۰
درآمد	۱۳۷	۱۲۸	۱۷۷	۱۵۶
توازن تجارت	+ ۲۸	+ ۷۴	+ ۱۳	+ ۱۴

پانچواں باب

توازن تجارت و توازن ادائی

توازن تجارت سے مراد کسی ملک کی درآمدی و برآمدی تجارت کا فرق ہے اس کو مرئی توازن تجارت بھی کہتے ہیں کسی ملک کے اس توازن تجارت میں جس قدر اضافہ ہوگا اسی لحاظ سے وہ ملک بین الاقوامی تجارت میں اہمیت حاصل کرلیگا - اگر مرئی برآمد مرئی درآمد سے زیادہ ہو تو اس کو موافق یا برآمدی توازن تجارت کہتے ہیں لیکن مرئی درآمد مرئی برآمد سے زیادہ ہو تو اس کو مخالف یا درآمدی توازن تجارت کہتے ہیں. توازن ادائی نہ صرف اشیائے تجارت و خزانہ کی درآمد و برآمد کا فرق ہے بلکہ اس میں تجارت کرنیوالے دو ممالک کے جملہ مبادلات و کاروبار مثلاً مختلف خدمات کا تبادلہ قرضے اور دیگر واجبات و واصلات شامل ہوتے ہیں. کسی ملک کی توازن ادائی میں وہ تمام ادائیاں شامل ہوتی ہیں جو ایک مقررہ مدت میں اس ملک کے اور دیگر تجارت کرنیوالے ممالک کے باشندے ایک دوسرے کو ادا کرتے ہیں. اس طرح سے توازن ادائی ان مبادلات کا حساب ہوتا ہے جسمیں ایک طرف تو غیر ممالک سے حاصل کردہ مدات لینداری اور دوسری طرف غیر ممالک کو ادا شدہ مدات دینداری

ہوتے ہیں۔

جب تک کہ معیار طلاء دنیا میں قائم رہا اس کی خوبیوں کی وجہ سے بین الاقوامی ادائیوں میں آسانی رہی اور توازن ادائی کو اسقدر اہمیت حاصل نہ تھی لیکن جب سے کہ تجارت میں زبردست مقابلہ کی ابتدا ہوئی اور معاشی قومیت کا احساس دنیا میں پھیلنے لگا ممالک کی یہ کوشش ہونے لگی کہ بین الاقوامی ادائیوں کے سلسلہ میں اپنا موافق توازن قائم رکھیں۔ معیار طلاء کی عدم موجودگی میں جب ایک مرتبہ کسی ملک کو موافق توازن تجارت حاصل ہوتا ہے تو اس کو ہمیشہ یا طویل عرصے تک معاشی برتری حاصل ہوجاتی ہے۔ اس کی وجہ سے مخالف توازن ادائی ملک کی معاشی زندگی کو بری طرح متاثر کرنے لگی غیر موافق شرح مبادلہ قائم ہونے لگا اور دیگر ممالک کے واجبات کی بے باقی محال ہونے لگی یہاں تک کہ خارجی دیوالیہ کی نوبت پہنچ جاتی تھی۔

ہندوستان کی تجارت کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ برآمد درآمد کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے یعنی توازن تجارت موافق رہتا ہے۔ اس موافق توازن تجارت کی وصولی تھوڑی بہت قیمتی دھاتوں کی شکل میں ہوتی ہے ورنہ کافی حصہ مطالبات وطن اور مخفی تجارت کے سلسلہ میں ادا کر دیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے لئے موافق توازن تجارت لازمی ہے کیونکہ اس کو انگلستان کی بہت سی ادائیاں کرنی پڑتی ہیں جن میں مخفی تجارت کی ادائیاں یعنی بدیسی قرضوں کا سود قرضوں کی ادائی غیر ملکی تاجروں وکیلوں اور حکومتی عہدہ داروں کے معاوضے غیر ملکی بنکوں انشورنس کمپنیوں کے منافع جہاز ران کمپنیوں کے کرائے اور ہندوستانی طالبان علم کے اخراجات شامل ہیں۔ ان کے علاوہ مطالبات وطن کی ادائی بھی کرنی پڑتی ہے۔ اس سے مراد وہ تمام

اخراجات ہیں جو انگلستان کی حکومت ہندوستان کے حکومتی انتظامات کے سلسلہ میں کرتی ہے، ہندوستان کے باہر جو حکومتی اخراجات ہوتے ہیں مثلاً انگریزی عہدہ داروں کے وظیفہ و رخصتی بھتے ملک سے باہر ہندوستانی دفاتر و اداروں کے اخراجات نقد اور اسٹورز کی خریدی وہ اخراجات جو انگلستان ہندوستان کی دفاع کے سلسلہ میں کرتا ہے حکومت کی طرف سے حاصل کردہ قرضے کا سود وغیرہ ان تمام کی ادائی ہندوستان اپنے موافق توازن تجارت کے ذریعہ کرتا ہے۔ ان مدات دینداری کے مقابلہ میں ہندوستان کے مدات لینداری میں ہندوستان میں دیگر ممالک کے اداروں مشن اسکول وغیرہ کو روانہ کردہ نقد و اشیاء، بدیسی قرضوں کی درآمد اور سیاحوں کے اخراجات وغیرہ شامل ہیں۔

جنگ عظیم سے قبل ۱۹۰۹-۱۴ء کے درمیان ہندوستان کا توازن تجارت اوسطاً سالانہ ۷۸ کروڑ روپے موافق رہا جنگ کے چار سال میں یہ اوسطاً ۷۶ کروڑ روپے سالانہ رہا اور بعد از جنگ ۱۹۱۸-۲۳ء میں سالانہ ۵۳ کروڑ روپے اور اس کے بعد کے پانچ سال میں جو ۱۹۲۸-۲۹ء میں ختم ہوتے ہیں موافق توازن تجارت کا اوسط سالانہ ۱۱۳ کروڑ روپے تک پہنچ گیا۔ ۱۹۳۳-۳۴ء تک کے پانچ سال میں یہ گھٹ کر ۴۳ کروڑ روپے ہوگیا۔ خاصکر ۱۹۳۲-۳۳ء میں تو اس کی مالیت ۳ کروڑ سے بھی کم رہ گئی لیکن ۱۹۳۳-۳۴ء میں پھر بڑھ کر ۳۵ کروڑ اور اس کے بعد کے سال میں گھٹ کر ۲۳½ کروڑ روپے ہوگیا۔ ۱۹۳۵-۳۶ء میں یہ ۳۰½ کروڑ ۱۹۳۶-۳۷ء میں ۷۷¾ کروڑ تھا۔ ۱۹۳۷-۳۸ء میں برما کی تجارت کو نکالنے کے بعد یہ صرف ۱۶ کروڑ رہ گیا اس کمی کی وجہ یہ تھی کہ اس سال برآمد میں تخفیف ہوئی اور اس کے ساتھ ہی درآمد میں اضافہ ہوا۔ ۱۹۳۸-۳۹ء میں حالات

سنبھلنے لگے۔ اور موافق توازن تجارت بڑھ کر ½ ۱۷ کروڑ ہو گیا۔ سنہ ۱۹۳۹-۴۰ء میں موجودہ جنگ کی وجہ سے بیرونی طلب میں اضافہ ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برآمد میں ۴۴ کروڑ کی مالیت کا اضافہ ہوا۔ اور درآمد صرف ۱۳ کروڑ بڑھی اور توازن تجارت اس سال ۲۸ کروڑ روپے موافق رہا۔

ہندوستان کا ظاہری توازن تجارت اس کے موافق رہتا ہے۔ لیکن مخفی تجارت اور مطالبات وطن کے سلسلہ میں اس موافق توازن تجارت کی ادائی ہو جاتی ہے۔ مطالبات وطن کی مدیں جو اسٹرلنگ انگلستان میں خرچ ہوتے ہیں اس کا اندازہ حسب ذیل اعداد سے ہوتا ہے۔

سال	مالیت پونڈ میں	سال	مالیت پونڈ میں
۱۸۵۹-۶۰	۵۰۴۲۹۴۵	۱۹۲۴-۲۵	۳ر۸۸۸۷۷۶
۱۸۹۹-۱۹۰۰	۱۶۳۹۲۸۶۴	۱۹۲۸-۲۹	۲۹۷۴۴۹۹۳
۱۹۰۹-۱۰	۱۹ر۲۹۱۶	۱۹۳۰-۳۱	۳ر۴۲۳۱۴۷
۱۹۱۸-۱۹	۲۳۶۲۹۴۹۵	۱۹۳۳-۳۴	۲۸۸۶۲۱۷۷

معاشی ستوباؤ کا نظریہ

باوجود موافق توازن تجارت کے ہندوستان کا توازن ادائی اس کے مخالف ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ برطانیہ نے ہمیشہ ہندوستان کے وسائل سے خود فائدہ حاصل کیا جب کہ انگریزوں نے سیاسی برتری حاصل کی ہندوستان کی کثیر دولت نے انگلستان کو دولتمند بنایا ہندوستان کی تجارت میں چونکہ برآمد درآمد سے ہمیشہ زیادہ رہتی ہے

اس لئے انگلستان نے معاشی سوتاؤ کے نظریہ کی رو سے ہندوستان سے بحیثیت ایک حکمراں ملک کے خراج حاصل کیا۔ گو یہ صحیح ہے کہ کوئی علیحدہ رقم خراج کے طور پر حاصل نہیں کی جاتی لیکن اگر توازن ادائی کے ہر مد پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انگلستان نے اپنی برتری سے فائدہ اٹھاکر بعض ایسے مدات وصول کئے ہیں جو ہندوستان کے آزاد رہنے کی صورت میں ادا نہیں کئے جاتے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان اپنی برآمد شدہ دولت کے معاوضہ میں بہت کچھ حاصل کرتا ہے ہندوستان اس کثیر دولت کی برآمد سے کچھ حاصل کرے یا نہ کرے لیکن خود معاشی سوتاؤ کا نظریہ اس چیز کی تصریح کرتا ہے کہ ان ہندوستانی برآمدات کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا بلکہ ان برآمدات کی اصلی وجہ صرف برطانوی حکومت ہے مطالبات وطن کی ایک ہندوستانی ریلوں کے قرضہ کے سود کی ادائی میں جاتی ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ ہندوستان کو ریلوں سے فائدہ ہوا لیکن جہاں تک کہ ان قرضوں کے بلند ترین شرح سود کا تعلق ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرضے ہندوستان کی بھلائی کے لئے نہیں لئے گئے۔ ہندوستان کے قرضہ عامہ کی سال بہ سال بڑھتی مقدار اس چیز کا بیّن ثبوت ہے کہ برطانیہ ہندوستان کی بھلائی کبھی نہیں چاہتا۔ فوجی اور غیر فوجی خدمات کے سلسلہ میں جو اخراجات ہوتے ہیں ان سے بھی ہندوستان کو کامل فائدہ نہیں ہوا۔ ہندوستان دفاع کے لئے جو اخراجات ادا کرتا ہے ان سے ہندوستان کی دفاع کے بجائے شہنشاہی مفادات کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے اہم خدمات پر ہندوستانیوں کے بجائے انگریزوں ہی کا تقرر کیا جاتا ہے تاکہ ان کی تنخواہیں انگلستان جایا کریں اس سے ایک قسم کی جبری وصولی کی مثال ملتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ تنخواہیں اس قدر زیادہ ہوتی ہیں کہ کوئی ہندوستانی غیر ملکی کو خدمات دینے سے اتفاق ہی نہیں کرتا۔ جب تک کہ حکومت ہندوستانی قومی صنعتوں۔ جہاز سازی جہاز رانی، بنک کاری، انشورنس کمپنیوں کو ترقی نہ دے برطانیہ کو اپنے فائدہ کا یقین رہیگا۔ اور ہندوستان کا معاشی سوتاؤ جاری رہیگا۔ اس یقین کو استحکام دینے کے خاطر برطانیہ نے ۱۹۳۵ء کے قانون ہند کے رو سے ہندوستان کو یہ ماننے پر مجبور کردیا کہ وہ ملکی اور غیر ملکی کے تخیل کو ترک کردے اور غیر قومی اداروں کے مقابلہ میں قومی اداروں کو ترقی دینے کی کوشش نہ کرے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کی درآمد کے مقابلہ میں اس کی عادتی زاید برآمد نقصان دہ نہیں بلکہ ہندوستان کے لئے بہت ہی فائدہ بخش ہے ان کو ان تمام حالات کا اندازہ لگانا چاہیئے۔ ہندوستان کی توازن ادائی کی خرابیوں کو اس وقت تک دور نہیں کیا جاسکتا تاوقتیکہ ہندوستان غیر ملکی اقتدار سے بالکل آزاد نہ ہوجائے۔

چھٹا باب

تجارتی پالیسی

موجودہ دور اور خاص کر گذشتہ کساد بازاری کے بعد تجارتی پالیسی کو ملک کی معاشی ترقی میں خاصی اہمیت حاصل ہوگئی حالات کے لحاظ سے تجارتی پالیسی کے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن ان میں سے تین طریقے بنیادی ہیں۔ (۱) محصولات (۲) مبادلات (۳) تجارتی معاہدات ذیل میں انہیں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کی تجارتی پالیسی کا ذکر کیا جائیگا۔

محصولات دور مغلیہ میں بھی تجارتی محصولات موجود تھے لیکن بعد میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اس کو بہتر طریقہ پر اختیار کیا۔ محاصل کی شرحیں کم ہوتی تھیں اور انگلستان کے مال پر رعایت کی جاتی تھی۔ انیسویں صدی کے نصف اول تک ہندوستان آزاد تجارت کی پالیسی پر کاربند تھا اور یہ پالیسی انگلستان کے بہت موافق تھی۔ ۱۸۵۷ء کی سیاسی ہلچل میں حکومت کو اپنے اخراجات کیلئے محاصل عائد کرنے پڑے جو بعد میں اٹھا دیے گئے ۱۸۸۲ء میں روئی اور دیگر اشیاء سے بھی محاصل اٹھا دیئے گئے اور ۹۴-۱۸۸۲ء کے زمانہ میں بغیر کسی قسم کے محاصل کے کامل آزاد تجارت کا دور دورہ رہا۔ ۱۸۹۴ء میں جب

روپے اور اسٹرلنگ کی شرح مبادلہ بگڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں قحط اور وباؤں کا سلسلہ شروع ہوا تو آمدنی کے خاطر برآمدی محاصل عائد کئے گئے اور اس کا سلسلہ ۱۹۱۴ء تک قائم رہا۔ اس وقت تک محاصل کی عام شرح صرف ۵ فیصد تھی۔

ہندوستان کی محاصلی پالیسی میں جنگ عظیم سے زبردست تبدیلی ہوئی جنگ کے مالی بار کی وجہ سے بہت سے محاصل عائد کئے گئے اور درآمدی محاصل میں تبدیلیاں کی گئیں محاصل کی عام شرح کو ۵ فیصد سے بڑھا کر ½ ۷ فیصد کر دیا گیا جنگ نے حکومت کی صنعتی اور محاصلی پالیسی میں بہت ہی قریبی تعلق پیدا کر دیا۔ حکومت کی توجہ ملکی صنعتوں کی امداد کی طرف ہوئی ۱۹۱۶ء میں صنعتی کمیشن نے بھی ملکی صنعتوں کی امداد کی طرف حکومت کو متوجہ کیا۔

حکومت کو بالخصوص دوران جنگ عظیم ایک صنعتی ہندوستان کی اہمیت کا اندازہ ہوا ۱۹۱۷ء میں میونیشن بورڈ کا قیام آزاد تجارت کے بجائے تامین تجارت کی طرف پہلا قدم ہے۔ اس بورڈ نے ہندوستان میں اشیاء کی خریدی، مشنری وغیرہ کی درآمد میں امداد اداروں کی امداد اور تجارتی معلومات اور فنی رائے بہم پہنچا کر ہندوستانی صنعتوں کے لئے بہت کچھ کیا حکومت حالات کا لحاظ کرتے ہوئے سوتی پارچہ کی درآمد پر محاصل میں اضافہ کرتی رہی۔ لیکن سوتی پارچہ کے اندرونی محصول میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ درآمدی اشیاء پر نئے محاصل عائد کئے گئے اور برآمدی محاصل کو موجودہ محاصلی پالیسی کی روشنی میں عائد کیا جانے لگا۔ چنانچہ جوٹ، اور چائے پر انہی حالات کے تحت محاصل عائد کئے گئے ۱۹۱۹ء میں چمڑے اور کھالوں پر جو برآمدی محصل عائد کئے گئے ان کی وجہ سے محاصلی پالیسی میں دو اصولوں کا اضافہ ہوا۔ ایک تو تامین مثلاً ہندوستان میں دباغت کی صنعت کو ترقی دینے کے بجائے

اور دوسرے شہنشاہی ترجیح مثلاً سلطنت برطانیہ کو اگر چمڑے برآمد ہوں تو محصول میں ½ کی کمی ہو۔
جنگ کے بعد ہندوستان کی صنعتوں کو غیر ملکی مال کی کثیر درآمد سے مقابلہ کرنا پڑا اور
تامین کی سخت ضرورت محسوس کی گئی ۱۹۲۱ء میں وزیر ہند نے ۱۹۱۹ء کے گورنمنٹ آف انڈیا
کی منتخبہ کمیٹی کی سفارش پر ہندوستانی مالیاتی پالیسی میں غیر مداخلت کے اصول کو مان لیا اس
پیمان کی رو سے جو آج تک نافذ ہے اگر حکومت ہند اور اس کی مقننہ کسی محصول کے متعلق
متفق ہو جائے تو وزیر ہند کو مداخلت کا استحقاق باقی نہیں رہتا اور حکومت ہند اور اسکی
مقننہ کی متفقہ مالیاتی پالیسی میں وزیر ہند کی مداخلت نہیں ہو سکتی۔ اس مالیاتی آزادی کے
ساتھ ہی تامین کا مطالبہ شدت سے کیا جانے لگا اس کے لئے حکومت نے مالیاتی کمیشن
کا تقرر کیا جسنے ۱۹۲۲ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔

مالیاتی کمیشن نے برآمدی محاصل اور روئی پر محصول جنگی کی سخت مخالفت کی اور
خاص شرائط کے ساتھ شاہی ترجیح کی پالیسی کے اختیار کرنے کی سفارش کی کمیشن کی رائے
تھی کہ خام اشیاء اور مشنری بغیر محصول کے درآمد ہوں اور نیم ساختہ اشیاء کی درآمد پر
خفیف محصول عائد کیا جائے۔ برآمدی محاصل کے عائد کرنے کا مقصد یہ ہو کہ اس سے حاصل
کردہ آمدنی تحقیقاتی کام اور پیدائش کی تنظیم میں صرف کی جائے۔ تامینی محاصل اگر عائد کئے
جائیں تو ان کا کم سے کم بار صارفین پر پڑے۔ جہازی نقل و حمل میں مشکلات کو دور
کیا جائے بجر بار اور تخفیف شرح مبادلہ کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایسے ممالک
کے مال کی درآمد کو روکا جائے جہاں کی حکومت اپنے کارخانہ داروں کو مالی امداد دیتی ہے
تاکہ وہ دوسرے ممالک کو مال بھیجیں اس کے علاوہ حکومت کی خریداریوں پر بھی محاصل
عائد کئے جائیں۔

اسی سلسلہ میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہندوستان کو آزاد تجارت کے اصول پر کاربند ہونا چاہیئے یا تامینی اصول پر۔ ہندوستان کی معاشی بہتری کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ اپنے ذرائع پیدائش سے زیادہ سے زیادہ کام لے اور اس کے لئے صنعتوں کی ترقی ضروری ہے۔ ملکی صنعتوں کی ترقی اور اس طرح بیروزگاری کے مسئلہ کو حل کرنیکے لئے کلیدی صنعتوں کی ترقی اور حکومت کی آمدنی کی خاطر معاشین تامینی پالیسی کی تائید کرتے ہیں۔ بعض معاشین کا خیال ہے کہ تامینی پالیسی سے فائدہ کے بہ نسبت نقصان زیادہ ہوگا کیونکہ صارفین پر زیادہ محاصل کا بار پڑیگا اور سیاسی ابتری پیدا ہو جائیگی اجارے پیدا ہونگے آجر متحد ہو جائینگے اور پیدائش میں کارآمد اور مفید طریقے اختیار نہیں کئے جائینگے۔ چند معاشین نے یہ حل بھی پیش کیا کہ زیادہ سے زیادہ تامین عطا کی جائے تاکہ صنعتیں انتہائی نقطۂ پیدائش پر پہنچ جائیں اور اس سے قیمتوں میں کمی ہوگی۔ بہرحال مختلف خیالات پیش کئے گئے لیکن مالیاتی کمیشن نے ان سب کے مطالعہ کے بعد تامینی پالیسی کی تائید کی اس نے سفارش کی کہ صنعتوں کی تحقیق او ان کے حالات کا اندازہ لگانے کے بعد ایسی صنعتوں کو تامین عطا کی جائے جو واقعی اس کے مستحق ہیں اس طرح سے اس نے امتیازی تامین کی سفارش کی "صارفین اور تمام افراد ملک کی بھلائی زراعت کی بہتری صنعتوں کی متوازن ترقی اور موافق توازن تجارت کے خاطر جس تامینی پالیسی کی ہم نے سفارش کی ہے اس کو امتیازی ہونا چاہیئے تاکہ معاشرہ پر اس کا بار کم پڑے اور صنعتوں کی ترقی کے ساتھ یہ گھٹتا جائے نہ کہ ایکدم صنعتوں اور تجارت کو متاثر کرے"۔ اس امتیازی تامین کے لئے کمیشن نے ایک مستقل ٹیرف بورڈ کے قیام کی سفارش کی جو صنعتوں کے حالات کی مکمل تحقیق کے بعد تامین کی سفارش کرے اور رہنما درکی حیثیت رکھتا ہو۔ تامین کا آخری فیصلہ حکومت اور مقننہ کرے۔ کمیشن نے تامین دینے کے طریقوں

کی صراحت بھی کردی کمیشن کے سفارشات پر مختلف تنقیدیں کی گئیں اور خود حکومت نے بھی ان سفارشات پر پوری طرح عمل نہیں کیا گیا جس کی وجہہ سے تامینی پالیسی سے پورے فوائد حاصل نہ ہوسکے۔ اب بھی جو محاصل عائد کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر آمدنی حاصل کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں محاصل کے جملہ ۸۰ مدات میں صرف ۱۷ مدات ایسے ہیں جو تامینی پہلو رکھتے ہیں۔ حکومت نے مالیاتی کمیشن کے سفارشات کو مان لیا اب یہ اور بات ہے کہ ان پر پوری طرح عمل کیا گیا یا نہیں البتہ ٹیرف بورڈ مستقل نہیں بلکہ ضرورت پر قائم ہوتے ہیں۔ حکومت نے لوہے، فولاد، سوت، کاغذ، دیا سلائی اور دیگر کئی ایک صنعتوں کو تامین دی ہے او کئی ایک صنعتوں کو انکار کردیا ہے۔

شرح مبادلہ کا مسئلہ

خارجہ زر سے مبادلہ کی شرح بھی تجارت کو متاثر کرتی ہے۔ معیار طلا میں دوسرے ممالک کے زر سے سونے کی شکل میں تعلق قائم رہتا تھا اور شرح میں عدم توازن ہو تو وہ سونے کی درآمد و برآمد کے ذریعہ متوازن کردیا جاتا تھا۔ معیار طلا کے ترک کرنے کے بعد اور غیر نقد پذیر زر کاغذی کے رواج سے یہ آسانی ختم ہوگئی اور ممالک کے درمیان اشیاء کے مبادلہ میں قیمتوں کی سطح اور زر کی پالیسی کو اہمیت ہوگئی اور ملک کے معاشی حالات کے لحاظ سے شرح مبادلہ مقرر کئے جانے لگے ہندوستان میں بھی روپیہ اسٹرلنگ کے درمیان شرح مبادلہ میں جو تبدیلیاں ہوئیں اس کے جو اثرات تجارت پر پڑے اس کا جائزہ ضروری ہے۔ روپیہ کی شرح مبادلہ ایک شلنگ چھ پنس یا ایک شلنگ چار پنس ہو تو ہندوستان کی تجارت پر حسب ذیل اثرات پڑتے ہیں۔

اگر روپیہ کی شرح مبادلہ ایک شلنگ چھ پنس ہو تو یہ کہا جاتا ہے کہ روپیہ ایک شلنگ چار پنس کے مقابلہ میں بیش قدر ہے یعنی ایک روپیہ کو خریدنے کے لئے زیادہ انگریزی زر کی ضرورت

ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہندوستانی درآمد کرنے والے اس بیش قدر روپیہ سے زیادہ انگریزی خدمات وسامان حاصل کر سکینگے اس طرح سے ہندوستانی انگریزی مال زیادہ خریدینگے یعنی انگلستان سے درآمد میں اضافہ ہوگا۔ ایک شلنگ چار پنس کی صورت میں روپیہ کم قدر ہوگا اس سے کم مقدار میں انگریزی مال وخدمات حاصل ہونگے اس کی وجہہ سے ہندوستانی انگلستان کا مال کم خریدینگے۔

اگر ہم ان دونوں شرحوں کو انگریزی تاجروں کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو اس کے برخلاف اثر پڑتا ہے۔ ایک شلنگ چھ پنس کی صورت میں ان کو ایک روپے کے معاوضہ میں ایک شلنگ چار پنس سے زیادہ رقم دینی پڑتی ہے اس کی وجہہ سے ان کو ہندوستانی اشیاء مہنگی پڑتی ہیں۔ اس لئے وہ ان کو کم خریدینگے۔ ایک شلنگ چار پنس کی صورت میں انگلستان کو ہندوستانی برآمد میں اضافہ ہوگا کیونکہ انگریزی خریداروں کو ہر روپیہ کے مال کے لئے دو پنس کم دینے پڑینگے۔

انہی حالات کے پیش نظر ہندوستانی کاروباری طبقہ نے ہمیشہ ایک شلنگ چھ پنس سے کم شرح کا مطالبہ کیا اور خاصکر ایک شلنگ چار پنس کی تائید کی کیونکہ اس کم شرح سے برآمدی تجارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں برطانیہ نے ایک شلنگ چھ پنس کی تائید کی تاکہ انگلستان سے درآمد کے زیادہ مواقع پیدا ہوں شرح مبادلہ ہندوستان میں ہمیشہ ایک اختلافی مسئلہ بنا رہا۔ زر کے مسائل کے سلسلہ میں جو بھی کمیشن مقرر کیا گیا اس کو اس مسئلہ سے سابقہ پڑا عام طور پر ہندوستان میں روپیہ کو کم قدر کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اس لئے بھی کہ موجودہ دور میں اکثر ممالک نے اپنے زر کی قدر میں کمی کی ہے اس کے علاوہ زر کی کم قدری سے برآمدی تجارت میں اضافہ ہوگا جس سے کاشتکار کی مالی حالت

بہتر ہوگی اور صنعتوں کو ترقی ہوگی زر کی کم قدری کی مخالفت میں یہ بیان دیا جاتا ہے کہ اس کے فوائد دائمی ثابت نہیں ہونگے کیونکہ اس سے زر کی جنگ کی ابتدا ہوگی اور دوسرے ممالک بھی اپنے زر کو روپئے کے مقابلہ میں کم قدر کرنا شروع کرینگے۔ ہندوستان کے زر کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ داخلی اور خارجہ تجارت برابر ترقی کر رہی ہے اور اندرونی و بیرونی قیمتوں میں توازن پایا جاتا ہے اس لئے یہ خیال غلط ہے کہ روپیہ بیش قدر ہے۔

نگرانی مبادلہ دور حاضرہ اور خاصکر ۱۹۳۱ء کے بعد سے اس طریقہ کو تجارت پر پابندیوں کے سلسلہ میں اختیار کیا گیا جیسے جیسے تجارت اور زر کے نظام میں زیادہ تر بے تعلق پیدا ہوتا گیا توازن ادائی کو متوازن رکھنے کے خاطر ممالک نے اپنی اشیاء، خدمات کی برآمد سے حاصل شدہ غیر ملکی زر کو ایک خاص پالیسی کے تحت تقسیم کرنا شروع کیا۔ جب کسی ملک کی ابتر حالت کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ واپس جانے لگا اور خود ملکی سرمایہ محفوظ و نفع بخش مقامات پر منتقل ہونے لگا تو حکومتوں نے سب سے پہلے اس طریقہ کو اختیار کیا لیکن اس کے بعد مختلف مقاصد مثلاً تخفیف قرضہ یک رخی تجارتی معاہدات کی تنظیم میں اس طریقہ کو ہر ملک نے اختیار کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد تجارتی پالیسی میں زبردست حربہ کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔

ہندوستان نے اس طریقہ کو موجودہ جنگ میں اختیار کیا ہے اس کا انتظام ریزرو بنک کے نگرانی مبادلہ کے محکمہ کے تحت ہے اس محکمہ کو ۱۹۳۹ء میں قانون دفاع ہند کے تحت سکہ نقد یا قیمتی دھاتوں تمسکات اور مبادلات خارجہ کے معاملات پر نگرانی کے لئے قائم کیا گیا۔ خارجی سکوں کے حصول کے لئے بنکوں اور دیگر مستند کاروباری لوگ اور اداروں کو اس محکمہ میں درخواست دینی پڑتی ہے جو تحقیقات کے

بجز کہ خارجی سکے ضرورت کے لئے نہ کہ تخمین اور سرمایہ کی برآمد کے خاطر طلب کئے گئے ہیں اجازت مرحمت کرتا ہے۔ نگرانی مبادلہ کی تکمیل درآمد و برآمد پر سخت نگرانی کے ذریعہ کیجاتی ہے عام طور پر محسوس کیا گیا ہے کہ ہندوستانی درآمد پر سخت نگرانی رکھی جاتی ہے۔ اور اب جبکہ ہندوستان نے کثیر برآمد کے ذریعہ کافی مقدار میں خارجی سکہ جمع کر لیا ہے اس کی برآمد پر سخت نگرانی رکھنی چاہیئے۔

شہنشاہی ترجیح انگلستان ایک زمانہ تک آزاد تجارت کا زبردست حامی تھا لیکن بعد میں بعض ایسے حالات پیدا ہو گئے جسکی وجہ سے اس کو مجبوراً اس پالیسی کو ترک کر کے تامین اور شہنشاہی ترجیح کا سہارا لینا پڑا۔ انگلستان کے اپنی تمام نوآبادیات کو تجارتی اتحاد میں متحد کرنے میں سیاسی وجوہات سے زیادہ معاشی وجوہات اہم تھے۔ انگلستان نے جو ایک طویل عرصے تک آزاد تجارت کی حمایت کی اس کی وجہ اس زمانہ کے دنیا کے معاشی حالات تھے۔ بین الاقوامی تقسیم عمل کی رو سے انگلستان دنیا کا زبردست کارخانہ تھا۔ وہ مختلف ممالک کو مصنوعات مہیا کرتا تھا اور دیگر ممالک اس کی آبادی کے لئے غذا اور صنعتوں کے لئے خام پیداوار مہیا کرتے تھے لیکن جنگ عظیم کے بعد یہ حالت باقی نہ رہی۔ بہت سے صنعتی ممالک پیدا ہوئے اور زبردست مقابلہ کی ابتدا ہوئی انگلستان نے بین الاقوامی بازار میں دیگر بہت سے وجوہات کے تحت اپنی تجارتی اہمیت کو بالکل کھو دیا۔ انگلستان کے چھوٹے سے جزیرہ کیلئے خودکفیل ہونیکا خیال ہی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے اپنے اس نازک ترین دور میں پہلے تو معیار طلاء کو ترک کیا اور اس کے ساتھ ہی تامین اور شہنشاہی ترجیح کی پالیسی اختیار کی۔ اسنے نوآبادیات اور شہنشاہی علاقوں کو اپنے قریب کرنا شروع کیا اپنی دولت عامہ کے ہر رکن سے علیحدہ

محاصلی پالیسی سے آگے قدم بڑھا کر انگلستان نے ایک عام محاصلی پالیسی اختیار کی اور شہنشاہی ترجیح کے اصول کی ابتدا ر کی بمقام اوٹاوہ ۱۹۳۲ء میں اسٹریلیا، جنوبی افریقہ، نیوزی لینڈ ہندوستان، نیوفاونڈلینڈ، جنوبی رہوڈیشیا اور کینڈا سے سات معاہدات کئے گئے تاکہ آپس میں ایک دوسرے کے مال کو غیر ممالک کے مقابلہ میں ترجیح دی جائے آزاد داخلہ کی اجازت دی جائے یا موجودہ محاصل برقرار رکھے جائیں یا آپس میں نسبتہً مقرر کئے جائیں مسٹر بالڈون کے الفاظ میں اوٹاوہ کانفرنس کا مقصد یہ تھا کہ آپس میں تجارتی خلیج کو دور کیا جائے اور شہنشاہیت میں محاصل اور دیگر رکاوٹوں کو دور کر کے تجارت کو وسعت دیجائے" اس طرح سے آزاد تجارت کے زبردست علمبردار نے اپنے شہنشاہی علاقوں سے ترجیحی پالیسی اور دیگر ممالک سے تجارتی معاہدات کر لئے۔

ہندوستان میں سب سے پہلے شہنشاہی ترجیح کا مسئلہ ۱۹۰۳ء میں اٹھایا گیا لارڈ کرزن کی حکومت نے ہندوستانی تجارتی حالات کے پیش نظر شہنشاہی ترجیح کی تائید نہیں کی۔ ہندوستان کی خام اشیاء کے خریدار غیر شہنشاہی ممالک تھے جو آزادانہ طور پر یا تھوڑے سے محاصل سے یہ مال درآمد کر لیتے تھے۔ اس لئے ہندوستان کو ترجیح یا آزاد داخلہ کی ضرورت نہ تھی وہ بغیر اس قسم کے انتظام کے فائدہ بخش تجارت کر رہا تھا اسطرح سے ہندوستان کی برآمدی تجارت کے خصوصیات اور غیر ممالک کی تجارتی پالیسی نے ترجیحی اصول کو اختیار کرنے کے مواقع پیدا نہیں کئے۔ ہندوستان میں جو بھی محاصل عائد کئے گئے ان کا مقصد صرف آمدنی حاصل کرنا تھا اس کے علاوہ کل ¾ درآمد شہنشاہی ممالک سے ہوتی تھی اور ¾ برآمد غیر از شہنشاہی ممالک کو ہوتی تھی۔ اس لئے حکومت ہند کو ترجیحی پالیسی اختیار کرنے سے محاصلی آمدنی کے بند ہوجانیکا اندیشہ تھا اور اس کے ساتھ ہی غیر ممالک کے مال پر ترجیحی محاصل اندازی

سے ہندوستانی مال کی خریداری کے بند ہو جانے کا خوف تھا۔ حکومت ہند یہ جانتی تھی کہ ہندوستان ایک قرضدار ملک ہے اور اس کو قرضہ ایک غیر ملکی زر کی صورت میں ادا کرنا ہے اس کیلئے موافق توازن تجارت لازمی ہے جہانتک کہ ہندوستان کی خارجہ تجارت کا تعلق ہے سلطنت برطانیہ سے ہمیشہ غیر موافق توازن تجارت رہا کیونکہ یہ ہمارے مال کے خریدار نہیں اور ہم انکے مصنوعات کے خریدار ہیں۔ لیکن غیر ممالک ہمارے مال کے سب سے بڑے خریدار ہیں اور ان کا مال کم درآمد ہوتا ہے جسکی وجہہ سے توازن تجارت ہمیشہ موافق رہتا ہے اگر ترجیحی پالیسی اختیار کیجاتی تو غیر برطانوی خریدار چھوٹ جاتے اور موافق توازن تجارت حاصل نہ ہوتا۔ اسطرح سے ہندوستان کی تجارت خارجہ کی سمت نے ترجیحی پالیسی کو ناممکن عمل قرار دیا۔

دیگر قلمروں نے شہنشاہی ترجیح کی تائید اس لئے کی کہ وہ درآمدی تجارت کی حد تک تامین اور درآمد میں روکاوٹوں کے ذریعہ اندرونی صنعتوں کو ترقی دینا چاہتے تھے اور برآمدی تجارت کے سلسلہ میں ترجیح حاصل کرنا چاہتے تھے اور غیر شہنشاہی مال پر زاید محاصل وصول کرنا چاہتے تھے لیکن ہندوستان کے لیئے یہ فوائد موجود ہی نہ تھے کیونکہ اس کو ابھی تک مالیاتی آزادی حاصل نہیں ہوئی تھی تاکہ وہ دیگر قلمروں کی طرح ترجیحی پالیسی کے ساتھ تامین پالیسی بھی اختیار کر سکتا۔ انہی وجوہات کے تحت ہندوستان نے ترجیحی پالیسی کی مخالفت کی اس کے علاوہ خود حکومت کو اس کا اندیشہ تھا کہ اگر ہندوستان ترجیحی پالیسی اختیار کرے تو ہندوستانی صنعتیں تامین کا مطالبہ بھی کرینگی جو انگلستان کی صنعتوں کیلئے سخت نقصان کا باعث ہوتا۔

۱۹۲۱ء میں جب ہندوستان کو مالیاتی آزادی حاصل ہوگئی تو حالات بدل گئے اب ہندوستان ترجیحی پالیسی کے ساتھ تامینی پالیسی اختیار کر سکتا تھا لیکن ہندوستان کے

معاشی حالات وہی تھے جو ۱۹۰۳ء میں موجود تھے ۱۹۲۲ء کے مالیاتی کمیشن نے ان مسائل پر خاص روشنی ڈالی۔ اس نے یہ معلوم کیا کہ سنہ ۱۹۰۳ء کے بعد سے ہندوستان کی تجارت میں انگلستان کا حصہ اور گھٹ گیا ہے اور یہ رائے ظاہر کی کہ شہنشاہی ترجیح خام اشیا کی برآمد کے مقابلہ میں درآمدی مصنوعات کیلئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگی۔ کمیشن کا خیال تھا کہ ہندوستان کچھ نہ کچھ بار برداشت کئے بغیر کسی پالیسی کو اختیار نہیں کر سکتا اور ہندوستان پر کسی قسم کا بار ڈالنا اس کیلئے مفید نہیں۔ مالیاتی کمیشن نے ہندوستانی صنعتوں کی ترقی کیلئے امتیازی تامین کی سفارش کی تھی جو صارفین پر پہلے ہی سے بار تھی اس لئے وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایک اور بار ہندوستانیوں پر ڈالا جائے جس سے خود ان کے ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہندوستانی سیاسی حالات کے پیش نظر اس کا بہت کم امکان تھا کہ ترجیحی پالیسی اصولی اور اختیاری طور پر چلائی جائیگی اس کا خوف بھی تھا کہ اس کو ہندوستان میں شہنشاہی مفادات کی تکمیل میں استعمال کیا جائیگا۔ انہی وجوہات کے تحت کمیشن نے عام ترجیحی پالیسی کی مخالفت کرتے ہوئے امتیازی ترجیح کی سفارش کی جو ٹیرف بورڈ کی تحقیق کے بعد خاص خاص اشیا پر اختیار کی جائے" ہندوستانی مقننہ کی تائید کے بغیر کسی شئے پر ترجیح نہ دی جائے ایسی ترجیحات نہ دی جائیں جو ہندوستانی صنعتوں کی تامین کو متاثر کریں اور اس سے ہندوستان کو کسی قسم کا معاشی نقصان نہ ہونے پائے ان تمام کی تحقیق ٹیرف بورڈ کرے" کمیشن کی اقلیت کی رائے تھی کہ تا وقتیکہ ذمہ دار حکومت قائم نہ ہو جائے اور شہنشاہیت میں ہندوستان کو برابری کا حصہ نہ دیا جائے صحیح معنی میں ترجیحی پالیسی اختیار نہیں کی جاسکتی کیونکہ ان کے خیال میں شہنشاہی ترجیح کیلئے ملک کو اپنے مفاد کے مطابق ترجیحات دینے کے پورے اختیارات ہونا چاہیئے۔ شہنشاہی کانفرنسوں میں جو ۱۹۲۳-۲۶-۳۰ء میں منعقد ہوئیں ہندوستانیوں نے

شہنشاہی ترجیح میں شرکت کے مشکلات پیش کئے لیکن انھوں نے چند اشیاء پر محدود
ترجیح کی پالیسی کی تائید کی۔

چنانچہ ۱۹۲۳-۳۱ء کے درمیان دو موقعوں پر ہندوستانی مقننہ نے ایسے قوانین
منظور کئے جنکی رو سے بمقابلہ غیر ممالک کے سلطنت متحدہ کے مال پر کم محصول عائد کیا گیا۔ ۱۹۲۶ء
میں ٹیرف بورڈ نے برطانوی فولاد پر ترجیحی محصول کی رائے دی اور ۱۹۳۰ء میں ٹیرف بورڈ کی
سفارش کے بغیر حکومت نے مقننہ کی رسمی منظوری حاصل کر کے سوتی مصنوعات کو ترجیح دی۔ لیکن ان
دونوں مثالوں سے یہ مراد نہیں کہ ہندوستان نے شہنشاہی ترجیح کو قبول کر لیا ہے۔

جب انگلستان نے شہنشاہی ممالک سے ترجیح کے اصول کو منوا لیا تو ہندوستان کو دوبارہ
اس مسئلہ پر غور کرنا پڑا لیکن اس مرتبہ ہندوستان نے یہ غور نہیں کیا کہ اس اصول کو ماننے
سے کیا فائدہ ہوگا بلکہ اس نے اس پر غور کیا کہ شہنشاہی ترجیح میں شریک نہ ہونے سے اس کو کیا نقصانات
برداشت کرنے پڑینگے۔

سلطنت متحدہ ہندوستان کا واحد زبردست گاہک تھا اور وہ ہندوستانی مال
کو ترجیح دینے کیلئے بالکل تیار تھا بشرطیکہ اس کے مال پر بھی ترجیحی اصول کو مان لیا جائے۔
اور خود ہندوستان کیلئے جبکہ بین الاقوامی تجارت گھٹتی جارہی تھی تجارتی پابندیاں
روز بروز بڑھتی جارہی تھیں اور اشیاء کا بازار محدود ہوتا جارہا تھا، سلطنت متحدہ کے ممالک
اور اس کے نوآبادیات سے ترجیحی اصول کو ترک کر کے ایک یقینی بازار کو کھو دینا قرین مصلحت
نہ تھا۔ ہندوستانی چائے، الکاتی روغنی تخم اور روئی کیلئے انگلستان ایک اہم بازار تھا اور
دیگر یوروپی ممالک کے بازار محدود ہو رہے تھے۔ ہندوستان کو اپنی غذائی اور خام پیداوار
کی برآمد میں شہنشاہی ممالک ہی سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا اور ان اشیائے تجارت کے بدل

پیدا ہو چکے تھے جن کا اجارہ ہندوستان کو حاصل تھا۔ ہندوستانی مصنوعات مثلاً اونی قالین، دری وغیرہ کیلئے انگلستان ہی بہتر بازار تھا۔ انگلستان اسقدر طاقتور ضرور تھا کہ جیسا مناسب سمجھتا اپنے نوآبادیات کی محاصلی پالیسی کا تعین کرتا اگر ہندوستان شہنشاہی ترجیح میں شریک نہ ہوتا تو انگلستان کا اس طاقت کو ہندوستان کے خلاف استعمال کرنیکا خوف تھا۔ انہی حالات کی روشنی میں ہندوستان نے شہنشاہی ترجیح کو بملا از جلد اختیار کر لیا۔ اس طرح سے ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اوٹاوہ میں جو تجارتی معاہدہ ہوا وہ اپنے مال کیلئے نئے بازار اور نئے تجارتی راہوں کے حصول کیلئے نہ تھا بلکہ معاہدہ صرف نقصانات سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے کیا گیا۔

سلطنت متحدہ اور ہندوستان کے درمیان معاہدہ اوٹاوہ کی رو سے انگلستان کی کثیر اشیاء پر ہندوستان میں درآمد کی صورت میں دس فیصد ترجیح دیگئی (موٹروں پر ۷½ فیصد) اور انگلستان میں ہندوستان کے مال پر بھی دس فیصد ترجیح دیگئی بعض ہندوستانی اشیاء پر مختلف ترجیحات دی گئیں اور بعض کو بغیر محاصل کے داخلہ کی اجازت دی گئی۔

نومبر ۱۹۳۲ء میں مجلس مقننہ ہند نے اس معاہدہ کو تین سال کے لئے قبول کر لیا شہنشاہی ترجیح کو اختیار کئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ تجارتی اور معاشی نقطۂ نظر سے یک رخی تجارتی معاہدات کی طرف عام رجحان بڑھنے لگا۔ چنانچہ انگلستان نے خود اس قسم کے معاہدے کئے جنکی خصوصیت یہ تھی کہ وہ کسی ایک خاص مقصد کے تحت کئے جاتے ہیں اور اس مقصد کو ہمیشہ برقرار رکھا جاتا تھا۔ یہ محدود اور باہمی معاہدے مساوی سہولتوں کے مبادلہ پر مبنی ہوتے تھے۔ ہندوستان میں یہ خیال عام ہوتا جا رہا تھا کہ معاہدہ اوٹاوہ

جو کثیر درآمدات کے لئے سہولتیں بہم پہنچاتا ہے دیگر ممالک سے تجارتی معاہدوں کی تکمیل میں رکاوٹ کا کام کرتا ہے اور یہ دیگر خریدار ممالک سے تجارتی تعلقات قائم کرنے میں بڑی دقتیں پیش آرہی تھیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جنگ عظیم سے انگلستان ہندوستانی بازار میں اپنی اہمیت کھو رہا تھا اور جاپان و امریکہ اس بازار میں رفتہ رفتہ قابض ہوتے جارہے تھے۔ مرکزی یوروپی طاقتوں نے دوران جنگ کھوئی ہوئی اہمیت کو ۱۹۳۰ء تک دوبارہ حاصل کرلیا تھا۔ انگلستان کی آزاد تجارت کی پالیسی ان ممالک کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی کیونکہ انھوں نے محاصل کی دیوار میں صنعتی ترقی کو حاصل کیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان کے مقابلہ میں بہت سے صنعتی ممالک کھڑے ہوگئے اس کے علاوہ خود ہندوستان بھی صنعتوں کو ترقی دے رہا تھا۔ انگلستان کا فائدہ اسی میں تھا کہ اپنی شہنشاہیت کے بازار کو سنبھالے رکھے اور غیر ممالک کو ہندوستانی بازار میں داخل ہونے سے روکے چنانچہ انگلستان نے یہ کوشش شروع کی کہ ہندوستان کو اپنی برآمدی تجارت کا بازار بنائے اور اس سے اپنی خام اشیاء و اغذیہ حاصل کرے۔ اس کے برخلاف ہندوستان اپنے مفاد کے پیش نظر غیر شہنشاہی ممالک سے اپنی تجارت بڑھا رہا تھا ہندوستان انگلستان کا قرضدار تھا جسکی ادائی کیلئے موافق توازن تجارت کی ضرورت تھی جو صرف غیر شہنشاہی ممالک سے تجارت کرنے پر حاصل ہوتا تھا کساد بازاری کے دوران میں تو ہندوستان کو غیر ممالک سے تجارتی تعلقات قائم کرنیکی سخت ضرورت تھی تاکہ اس سے ہندوستان کی برآمد بڑھے اور اس طرح سے ہندوستانی صارفین پر اچھے اثرات پڑیں۔ لیکن شہنشاہی ترجیح ان فوائد کی راہ میں حائل تھی۔ اگر ہندوستان غیر شہنشاہی علاقوں کے خلاف شہنشاہی علاقوں کو امتیاز دے تو وہ ممالک بھی ہندوستان کے خلاف

کارروائی اختیار کرینگے جس کا اثر یہ ہوتا کہ ہندوستان سے ان ممالک کو برآمد کم ہو جاتی ہندوستان بہت ہی غریب صارفین کا بازار ہے اسی وجہ سے غیر شہنشاہی علاقوں کی سستی اشیاء ہندوستانیوں کیلئے بہت ہی موافق تھیں اس کے علاوہ مقابلہ کی وجہ سے قیمت میں اور کمی ہوتی تھی۔ لیکن شہنشاہی ترجیح نے ان ممالک کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جسکا مضر اثر ہندوستانی صارفین پر پڑا۔ شہنشاہی ترجیح کی رو سے انگلستان کی مصنوعات کو ترجیح حاصل ہوئی اور ہندوستان کی خام پیداوار اور اغذیہ کو ترجیح حاصل ہوئی لیکن صنعتی ممالک کو خام اشیاء برآمد کرنیوالے ملک کو کسی قسم کی ترجیح کی ضرورت نہیں ہوتا۔ مالیاتی کمیشن نے یہ بیان کیا ہے کہ "ترجیح سے بمقابلہ خام اشیاء کے مصنوعات زیادہ فائدہ حاصل کرتی ہیں۔ انہیں خارجی بازار میں زبردست مقابلہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے ترجیح ان کے لئے رحمت کا کام دیتی ہے۔ جہاں تک کہ خام اشیاء کا تعلق ہے یہ عام طور پر نسبۃً محاصل کے درآمد کیجاتی ہیں اس کے علاوہ ان کے بازار ہمیشہ بنے بنائے تیار رہتے ہیں برخلاف اس کے مصنوعات کو بڑی بڑی مشکلات سے بازار پیدا کرنا اور ان کو ترقی دینا ضروری ہوتا ہے سوائے قلیل مقابلہ کے خام اشیاء کو کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اس لئے انہیں ترجیح کی بہت ہی کم ضرورت ہوتی ہے اور انہیں اس سے بہت ہی مختصر سا فائدہ ہوتا ہے اغذیہ تو بغیر کسی محاصل کے درآمد کی جاتی ہیں اور انہیں ترجیح دینے کے بہت کم مواقع پیش آتے ہیں" انہی حالات کے تحت یہ کہا جاتا ہے کہ شہنشاہی ترجیح کو انگلستان نے اپنے مفاد کے خاطر اختیار کیا۔ ہندوستان کو اس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوا۔

لیکن شہنشاہی ترجیح کے طرفدار یہ کہتے ہیں کہ کساد بازاری کے زمانہ میں زرعی پیداوار کی قیمتیں بہت گر گئی تھیں اس کے علاوہ مختلف ممالک میں زراعت کو نئی رعایات پر

پھیلا یا جار ہا تھا جس کی وجہ سے ہندوستان کو زبردست مقابلہ کے امکانات تھے۔
معاہدہ اوٹاوہ نے ہندوستانی خام پیداوار کیلئے ایک فائدہ بخش بازار مہیا کیا جہاں
ترجیح بھی دیجاتی تھی۔ اس کے علاوہ اس زمانہ میں زر کے نظامات میں بھی خرابیاں پیدا
ہوئیں فرانس، اور جرمنی کو اس سے سخت نقصان ہوا۔ لیکن اسٹرلنگ بلاک میں جو ممالک
شریک تھے انہوں نے مبادلہ کے مسائل کو اچھی طرح حل کر لیا جو ان کی خارجہ تجارت کو متاثر
کر رہے تھے۔ معاہدہ اوٹاوہ کے ذریعہ شہنشاہی ممالک اپنی تجارت کو اصلی حالت میں جاری
رکھنے میں کامیاب ہوئے ہندوستان نے بھی اس سے استفادہ کیا شہنشاہی ترجیح کے
حامیوں نے بتایا کہ ہندوستانی خارجہ تجارت کو ۱۹۲۶ء کے بعد زبردست مقابلہ کا
سامنا کرنا پڑا، روس پوری تیاری کے ساتھ مقابلہ کیلئے اتر پڑا تھا افواہیں گرم تھیں کہ
ہندوستانی روئی کے بجائے مصری روئی کو پارچہ بافی میں زیادہ استعمال کیا جائیگا۔
ایسے موقع پر معاہدہ اوٹاوہ ہندوستان کی تجارت کے لئے باعث رحمت ثابت ہوا لیکن
حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کیلئے طریقہ بدل کے اختیار کرنے کا خطرہ ۱۹۱۰ء ہی سے
پیدا ہو چکا تھا لیکن ہندوستانی روئی کی طلب میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی اس کے
علاوہ بدل کا خطرہ خام اور غذائی پیداوار سے زیادہ مصنوعات کو ہوتا ہے۔ ایک محدود
سی ترجیح ہندوستانی مال کو انگلستانی بازار حاصل کرنے میں کچھ زیادہ ممد و معاون نہیں
ثابت ہو سکتی ۱۹۲۹ء کے بعد ہندوستان کی خارجہ تجارت میں مقابلہ کے بجائے قیمتوں
کی کمی کا مسئلہ زیادہ اہم تھا اگر غیر شہنشاہی بازار ترجیحی پالیسی کی وجہ سے بند ہو جائیں
تو قیمتوں میں اضافہ کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ۱۹۳۲ء سے پہلے ہی سے انگلستان
کو ہندوستان میں بہت سے امتیازی فوائد حاصل تھے باوجود ان فوائد کے اور خود ۱۹۲۷-۱۹۱۹ء

کے درمیان اپنی صنعتوں کی اقل تنظیم کو مکمل کر لینے کے انگلستان ہندوستان میں دیگر ممالک کا
کا مقابلہ نہ کر سکا اور غیر شہنشاہی ممالک برابر ہندوستانی بازار پر قابض ہوتے گئے بحیثیت
مجموعی انگلستان کا فائدہ اسی میں تھا کہ ہندوستان پر شہنشاہی ترجیح کو عائد کر دے
لیکن ہندوستان کیلئے اس روش میں کسی قسم کا فائدہ مضمر نہ تھا یہ احساسات مارچ ۱۹۳۶ء
میں مجلس مقننہ کی اس تحریک کی شکل میں ظاہر ہوئے "گورنر جنرل کو رائے دیجاتی ہے کہ
حکومت ہند دیگر ممالک اور انگلستان سے تجارتی تعلقات کی تحقیق کرے اور ان ممالک
سے تجارتی معاہدات کے مواقع پیدا کئے جائیں" از روئے معاہدہ اوٹاوہ قرار داد عدم
اعتماد کے بعد چھ ماہ کی نوٹس دی گئی جسکو اسی وقت قبول کر لیا گیا البتہ دوسرا معاہدہ
ہونے تک اس کو برقرار رکھا گیا اس کے بعد مارچ ۱۹۳۹ء کو ایک نیا معاہدہ انگلستان
وہندوستان کے درمیان طے پایا۔

تجارتی معاہدات تجارتی معاہدات کی عام طور پر دو قسمیں کی جاتی ہیں (۱) ایک رخی تجارتی معاہدہ اس سے مراد دو ممالک کے درمیان
تجارتی معاہدہ ہے جو واجبات کی ادائیوں مبادلات یا کسی خاص شے کی تجارت کے
سلسلہ میں کیا جاتا ہے۔ (۲) بیش رخی تجارتی معاہدہ۔ اس قسم کے معاہدوں کے ذریعہ
ایک سے زاید ممالک سے تجارتی سہولتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ بیش رخی تجارت یا مثلثی
تجارت جنگ عظیم کے بعد کے چند سال میں کثرت سے ہوتی تھی لیکن کساد بازاری کے
بعد یک رخی تجارت کی ابتدا ہوئی اور ان کے معاہدوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو گئی کہ
تجارت ایک معاشی مسئلہ کے بجائے معاہداتی مسئلہ بن گیا۔ معاہدات کے مختلف طریقے
بنائے گئے ہیں مثلاً بیش از بیش مراعات والی دفعہ جسکی رو سے جو سہولتیں معاہدہ کرنیوالے

ملک کو دیجاتی ہیں وہ دوسرے ممالک کو بھی مل چکی ہوتی ہیں۔ طریقہ نسبیہ جس کے ذریعہ حکومت درآمد و برآمد کے اجازت ناموں کے ذریعہ ملکی تاجروں کو ایک خاص مقدار میں تجارت کی اجازت دیتی ہے۔

یک رخی طریقہ تجارت میں دو ممالک آپس میں تجارتی معاہدہ کرتے ہیں اور مرکزی بنک کی مداخلت کے ذریعہ دونوں ممالک درآمد و برآمد کے حسابات طے کر لیتے ہیں۔ اس قسم کے معاہدوں میں حسابات کی ادائیوں معاوضہ اور بارٹر وغیرہ کے اصول مرتب کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے تجارتی معاہدوں کے ذریعہ اشیاء کا براہ راست مبادلہ ہوتا ہے اور اس میں مبادلات خارجہ کے مسائل کا دخل نہیں ہوتا اس میں اس اصول کی اہمیت ہوتی ہے کہ انہیں سے مال خریدو جو تم سے خریدتے ہیں۔ اس طریقہ کو یوروپی ممالک اور خاصکر جرمنی نے حالیہ جنگ سے قبل خوب استعمال کیا تاکہ ایک خاص لائحہ عمل کے تحت تجارت کو ترقی دیجائے اور ناموافق توازن ادائی کا مرحلہ نہ آنے دیا جائے اور اس طرح سے اپنی قومی معاشی حالت کو بہتر بنایا جائے۔

اس طریقہ کی بہت سی خرابیاں بیان کی جاتی ہیں اس نے دنیا کی تجارت میں کمی کردی اور تجارت میں سیاسی عنصر غالب ہو گیا اس کے علاوہ طاقتور قرضدار ممالک نے اس سے کافی فائدہ حاصل کیا قرض خواہ ممالک ان کی برآمدات لینے پر مجبور ہو گئے۔ اس طریقہ کی وجہ سے سادہ اور آسان ترین بیش رخی تجارتی طریقہ جو بین الاقوامی ادائیوں کیلئے زیادہ مفید تھا ترک کر دیا گیا۔ اس طریقہ سے پہلے ممالک ایک دوسرے کے محتاج تھے اور بین الاقوامی معیشت میں ایک قسم کے اتحاد کی ضرورت ہوتی تھی لیکن اب یہ اتحاد موجود نہ رہا۔ باوجود ان خرابیوں کے یہ طریقہ اپنے زمانہ کے حالات کی اہم ضرورت کا نتیجہ ہے۔

بین ممالک معاہدوں کو دنیا کی ابتر حالت اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کیلئے اختیار کیا گیا گو اس طریقہ میں بین الاقوامی تقسیم عمل کو کالعدم کر دیا گیا لیکن یہ کمزور ممالک کی حفاظت کیلئے مفید ثابت ہوا۔ مثلثی تجارت کے مقابلہ میں یہ طریقہ برا ہی سہی لیکن یہ بین الاقوامی تجارت کے بالکل نہ ہونے سے تو بہتر ہے۔ اس طریقہ نے کساد بازاری میں بہت سے ممالک کو تباہ ہونے سے بچایا۔

ہندوستان انیسویں صدی کے وسط میں تمام ممالک کی درآمد پر یکساں مفرد محصول عاید کرتا رہا۔ مالیاتی کمیشن نے بھی اس مفرد محصول کی سفارش کی البتہ انگلستان کیلئے ترجیحی اصول کی رائے دی۔ ہندوستانی برآمد کو تو کسی قسم کے مخالف محاصل سے مقابلہ نہیں پڑتا تھا اس لئے معاہدات کی ضرورت ہی نہ تھی لیکن ۱۹۳۲ء سے حالات بدل گئے اور ہندوستان کو معاہدات سے مدد لینی پڑی چنانچہ اپنے واحد بڑے گاہک سے اس نے معاہدہ اوٹاوہ طے کیا۔ کساد بازاری کے اثرات اور نتیجتاً برآمد کی مقدار میں کمی اور وسیع تجارتی لائحہ عمل اختیار کرنے کا شوق ان تمام نے معاہداتی تجارت کی طرف ہندوستان کو رجوع کیا۔ خارجی بازارات کے محدود ہو جانے یا کسی اور ملک کے اسپر قابض ہو جانے کے اندیشہ سے ہندوستان کا تجارتی طبقہ اسی طریقہ کو اختیار کرنے پر مصر تھا۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء میں مجلس مقننہ نے بھی معاہدہ اوٹاوہ کو کالعدم کرتے ہوئے سفارش کی تھی کہ انگلستان سے بہتر معاہدہ کرنے کے علاوہ دیگر اہم ممالک سے بھی تجارتی معاہدے کئے جائیں چنانچہ ہندوستان نے انگلستان اور جاپان سے تجارتی معاہدے کئے ۱۹۳۹ء میں ہند برطانوی تجارتی معاہدہ کیا گیا لیکن یہ بھی سخت مخالفت کے بعد منسوخ کر دیا گیا۔ جاپان سے پہلا تجارتی معاہدہ ۱۹۰۴ء میں ہوا۔ جاپان نے

اپنے سستے مال کی ہندوستان میں بھرمار شروع کی جسکی وجہ سے ہندوستانی پارچہ بافی کی صنعت متاثر ہوئی۔ حکومت نے جاپانی مال پر محاصل میں اضافہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جاپان نے ہندوستان سے روئی خریدنا بند کر دیا۔ اس تعطل کو دور کرنے کیلئے یہ معاہدہ کیا گیا (× × × ×) اس معاہدہ کی رو سے جاپانی سادے یا سفید کپڑے پر قیمت کا ۵۰ ٪ یا فی پونڈ ۱/۴ ۵ آنے (ان میں سے جو بھی زیادہ ہو) درآمدی محصول عائد کیا گیا اور دیگر درآمدات پر قیمت کا ۵۰ ٪ محصول درآمد تھا۔ اس کے علاوہ جاپان کے ایک ملین گٹھے ہندوستانی روئی خریدنے پر سالانہ ۳۲۵ ملین جاپانی کپڑا ہندوستان خریدیگا اس کے ساتھ ہی بغیر ہندوستانی روئی خریدے جاپان کو ۱۲۵ ملین گز کپڑے کی ہندوستان میں درآمد کی آسانی دی گئی۔ اس معاہدے کو عام طور پر ہندوستان کے موافق سمجھا گیا کیونکہ ایک خاص مقدار میں خام روئی جاپان کو برآمد کی جاسکتی تھی لیکن ہندوستانی سوتی صنعتوں کو ۱۲۵ ملین گز جاپانی کپڑے کی بغیر روئی خریدے درآمد پر اعتراض تھا۔ معاہدے میں خرابی یہ تھی کہ مصنوعی ریشم کا نسبیہ مقرر نہیں کیا گیا اور ہندوستانی چھوٹے پیمانیکی صنعتوں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ جاپان نے ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر تیار شدہ سوتی اور مصنوعی ریشمی اشیاء درآمد کرنا شروع کیا چونکہ سفید کپڑے کی لمبائی معاہدہ میں مقرر کی گئی تھی اس لئے جاپان نے اسی لمبائی کا لیکن زیادہ چوڑائی کا کپڑا درآمد کیا۔ انہی خرابیوں کی وجہ سے دوبارہ ۱۹۳۷ء میں دوسرا تجارتی معاہدہ کیا گیا اس معاہدے کے ذریعہ ۱۹۳۴ء کے معاہدے کی کمزوریوں کو دور کیا گیا جاپانی کپڑے کے نسبیہ کو ۳۲۵ ملین گز سے کم کرکے ۲۸۳ ملین گز کیا گیا اس کے معاوضہ میں جاپان ایک ملین گٹھے ہندوستانی روئی خریدیگا اور جاپان زیادہ سے زیادہ ۳۸۵ ملین گز کپڑا

۱½ ملین گنٹھے ہندوستانی روئی خریدنے پر درآمد کر سکیگا۔ اور اس جملہ نسبیہ کو مختلف جاپانی اشیائے درآمد میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ معاہدہ بھی مارچ ۱۹۴۰ء میں ختم ہو گیا اور نئے معاہدے کیلئے گفتگو ہو رہی تھی کہ جاپان نے جنگ میں شرکت کر لی۔ بہر حال اسطرح سے ہندوستان نے یک رخی تجارت کی ناکام کوشش کی۔

یک رخی تجارتی معاہدوں میں توازن تجارت کے ساتھ توازن ادائی بھی شامل ہوتا ہے ہندوستان کا توازن تجارت دیگر ممالک سے موافق ہوتا ہے لیکن انگلستان سے غیر موافق ہوتا ہے ہندوستان انگلستان کا قرضدار ہے اس لئے اگر ہندوستان انگلستان سے بہترین تجارتی معاہدہ کر لے تو یہ اس کی زبردست کامیابی ہوگی لیکن چونکہ ہندوستان زیر اقتدار ملک ہے اسلئے اس کا امکان بہت کم ہے اگر ہندوستان دیگر ممالک سے تجارتی معاہدے کرے تو تجارت محدود ہو جائیگی اور اس کا نتیجہ موافق توازن تجارت میں کمی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اس سے اس کے قرضہ میں اور اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ تجارتی طریقہ اسی وقت اختیار کیا جاتا ہے جبکہ ملک کی تجارت کی حالت غیر یقینی و غیر اطمینان بخش ہو۔ اس طرح سے یہ طریقہ ناگہانی حالات میں اختیار کیا جاتا ہے نہ کہ تجارتی ترقی کے ایک لائحہ عمل کے طور پر۔ ان حالات کے تحت یہ کہا جا سکتا ہے کہ یک رخی معاہداتی تجارت ہندوستان کیلئے موزوں نہیں۔

ہندوستان کو تو چاہیے کہ وہ تجارت کو محدود کرنے کے بجائے اسکو اور وسعت دے اس کیلئے معاہداتی تجارت کے بجائے سب ممالک سے مساوی برتاؤ کرنا چاہیے اور اس طرح سے گذشتہ آزاد تجارت کے فوائد کو پھر سے حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیے ہندوستان کا یکدم موجودہ تہدیداتی تجارتی پالیسیوں میں کود پڑنا اس کیلئے سخت نقصان دہ ہوگا جب

بین الاقوامی تجارت میں امن وسکون کی حالت پیدا ہو جائے تو ہندوستان ایک متوازن اور مساویانہ تجارتی پالیسی اختیار کرے اس کیلئے وہ غیر مشروط بیش از بیش مراعاتی دفعات کی پالیسی اختیار کرے تو مناسب ہے۔ ہندوستان سوچ سمجھ کر حالات کا لحاظ کرتے ہوئے بغیر کسی قسم کے امتیازی شرائط کے ممالک سے مساوی تجارتی معاہدے کرے تو بہتر ہے ہندوستان کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے وہ ترجیحات وتامین وغیرہ سے پرہیز کرے اس میں شک نہیں کہ اس سے اس کی مالیاتی خود اختیاریت متاثر ہوگی اسکے علاوہ صنعتوں کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے لیکن اگر ہندوستان اپنی پوری قابلیت اور ہوشیاری سے کام لے اور مختصر سے تامینی محاصل حالات کا بغور مطالعہ کر کے عاید کرے تو اس میں اس کا بہت فائدہ ہے ورنہ اس کی برآمدی تجارت کا نقصان لابدی ہے اس کے علاوہ جنگ نے ہندوستان کی حیثیت کو اسطرح بدلا ہے کہ وہ اب مقروض ملک کی بجائے قرض خواہ ملک ہو گیا ہے۔ اس کی روشنی میں بھی تجارتی پالیسی میں تبدیلی لازمی ہے۔ اب میزانی توازن تجارت ہندوستان کے لئے ناگزیر نہیں ہے اسلئے آیندہ تجارتی پالیسی کے تعین میں اس اہم تبدیلی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ساتواں باب

ہندوستان کی تجارت پر موجودہ جنگ کے اثرات
۱۹۳۹-۴۴ء

ستمبر ۱۹۳۹ء میں موجودہ جنگ کی ابتدا نے ہندوستان کی تجارت خارجہ میں بہت سے تغیرات پیدا کئے۔ جنگ کے گذشتہ پانچ سال میں ہندوستان نے تجارت کو بند ریج جنگ کی معیشت میں بدل دیا۔ حسب ذیل تین عنوانات کے تحت ہندوستان کی تجارت پر حالیہ جنگ کے اثرات کو پیش کیا جائیگا۔

۱۔ توازن تجارت ۲۔ تجارت کی ماہیت ۳۔ سمت تجارت

توازن تجارت

کروڑ روپیوں میں

سال	۱۹۳۸-۳۹	۱۹۳۹-۴۰	۱۹۴۰-۴۱	۱۹۴۱-۴۲	۱۹۴۲-۴۳	۱۹۴۳-۴۴
برآمد	۱۶۲٫۷۸	۲۰۳٫۹۲	۱۸۶٫۹	۲۳۷٫۲	۱۸۷٫۶	۱۹۹٫۲
درآمد	۱۵۲٫۳۸	۱۶۵٫۲۹	۱۵۶٫۹۷	۱۷۳٫۳	۱۱۰٫۴۵	۱۱۸٫۸
توازن	+۱۰٫۴	+۳۸٫۶۳	+۲۹٫۹۳	+۶۳٫۹	+۷۷٫۱۵	۸۱٫۴

جنگ کی ابتدا کے ساتھ ہی توازن تجارت میں یکدم اضافہ ہوا۔ ۱۹۳۹-۴۰ء میں یہ

۱۹۳۸-۳۹ کا تقریباً چار گنا ہو گیا۔ جنگ کے قبل کا سال تجارت کیلئے گرم بازاری کا سال نہ تھا کیونکہ یورپ کے اکثر ممالک جو معاشی قومیت کے علمبردار ہیں جنگی تیاریوں میں مشغول ہے جنگ کے پہلے دو مہینوں میں تجارت کی جنگی معیشت میں تبدیلی کی وجہہ سے ہندوستان کی تجارت بڑھ نہ سکی اس عرصے میں ہندوستان نے بھی تجارتی انتظام برابر کر لیا اور اس سال کے اختتامی مہینوں میں مغربی ممالک اور خاصکر انگلستان کی طرف سے جنگی ضروریات کیلئے ہندوستانی خام پیداوار کی طلب میں اضافہ ہوا جسکی وجہہ سے برآمد ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۱۶۳ کروڑ سے بڑھ کر ۱۹۳۹-۴۰ء میں ۲۰۴ کروڑ ہو گئی۔ تاجرین کی برآمدی تجارت میں مصروفیت اور تمام وسائل کے جنگی ضروریات کی رسد میں مشغول ہو جانیکی وجہہ سے درآمد میں بہت کم اضافہ ہوا یہ ۱۵۲ کروڑ سے بڑھ کر ۱۶۵ کروڑ ہو گئی۔

۱۹۴۰-۴۱ء میں توازن تجارت ۳۹ کروڑ سے گھٹ کر ۳۰ کروڑ ہو گیا اسکی وجہہ دوران جنگ تجارتی تہدیدات درآمد و برآمد پر نگرانی مبادلہ پر نگرانی حمل و نقل کے خطرات کرایہ اور انشورنس کے اخراجات میں اضافہ اور جہازوں کی قلت ہے۔ فرانس پر جرمنی کے قبضہ اور اس سال انگلستان کی معاشی زندگی کی ابتر حالت اور برطانوی جہازوں کی بحرہ قلزم میں مصروفیت کی وجہہ سے ہندوستان کی تجارت میں کمی ہوئی۔

۱۹۴۱-۴۲ء میں ہندوستان کی درآمد و برآمد میں بہت اضافہ ہوا برآمد ۱۹۴۰-۴۱ء میں ۱۸۷ کروڑ سے بڑھ کر ۱۹۴۱-۴۲ء میں ۲۳۷ کروڑ ہو گئی اسی دوران میں درآمد کی قیمت ۱۵۷ کروڑ سے ۱۷۳ کروڑ ہو گئی اور توازن تجارت ۳۰ کروڑ سے بڑھ کر ۶۴ کروڑ ہو گیا۔ ان بہتر حالات کی وجہہ بحر اوقیانوس میں جنگ کا اختتام ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان کو مال روانہ کرنے میں خطرات کم ہو گئے۔ اس کے علاوہ روس کی

جنگ میں شرکت کی وجہہ سے روس اور مشرق وسطیٰ میں جنگی رسدات پہنچانے کا مرکز ہندوستان بن گیا۔ جملہ تجارت کی قیمت میں جو اضافہ ہوا اس کی وجہہ غذائی اجناس کی کثیر مقدار میں برآمد اور درآمد کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ شہنشاہی ممالک اتحادیوں اور خاصکر امریکہ نے ہندوستان سے کثیر مقدار میں مال خریدا۔ دفاعی ضروریات مصنوعات اور پارچہ کی برآمد بڑھی اور نئے بازار حاصل کئے گئے۔ اس سال ریزرو بنک کی طرف سے اسٹرلنگ قرضہ کی ادائی کی ابتدا ہونیکی وجہہ سے توازن ادائی میں اضافہ ہوا۔

جاپان کی جنگ میں شرکت اور جہازوں کی بڑھتی ہوئی قلت کی وجہہ سے ہندوستان کی تجارت کو نقصان ہوا۔ تجارت کی مقدار کی حد تک ۴۳-۱۹۴۲ء میں اس سے قبل کے سال کے مقابلہ میں برآمد میں ۶ فیصد کی کمی اور درآمد میں ۹ فیصد کی کمی ہوئی۔ اس سال برآمد گھٹ کر ۱۸۰ کروڑ ہو گئی۔ اس کی وجہہ بحرالکاہل میں جہازرانی کے خطرات اور جہازوں کی قلت کی وجہہ امریکہ سے تجارت میں کمی ہے۔

۴۴-۱۹۴۳ء میں خارجہ تجارت میں بمقابلہ اس سے قبل کے سال کے اضافہ ہوا ہندوستان کی جملہ خارجہ تجارت ۴۳-۱۹۴۲ء میں ۳۰۵ کروڑ سے بڑھ کر اس سال ۳۲۹ کروڑ ہو گئی۔ لیکن ان اعداد میں حکومت کی خاص دفاعی تجارت شامل نہیں ہے۔ اس سال جملہ خانگی برآمد کی مالیت ۱۹۹٫۲ کروڑ رہی۔ اس سے قبل کے سال یہ ۱۸۷٫۶ کروڑ تھی اسطرح سے برآمدی تجارت میں ۶ فیصد اضافہ ہوا۔ درآمد ۱۱۰٫۴۵ کروڑ سے بڑھ کر ۱۱۸٫۸ کروڑ ہو گئی یعنی اس میں ۸ فیصد اضافہ ہوا۔ ان اعداد سے ظاہر ہے کہ توازن تجارت ۸۰٫۴ کروڑ ہندوستان کے موافق رہا۔ اس سے قبل کے سال یہ ۷۷٫۵ کروڑ اور جنگ کی ابتدا سے پہلے یعنی ۳۹-۱۹۳۸ء میں ۱۰٫۴ کروڑ روپیہ موافق تھا۔

تجارت کی ماہیت

موجودہ جنگ نے تجارتی اشیاء میں بھی بہت سی تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ نہ صرف جنگی ضروریات نے بلکہ ملک کی معاشی زندگی میں تبدیلیوں نے تجارت کی ماہیت کو بدل دیا ہے جنگ کی ابتدار سے پہلے ہی سے ہندوستانی صنعتوں کو ترقی ہو رہی تھی یہ ترقی جنگ کے بعد بھی جاری رہی۔ خام اشیاء کی درآمد میں مسلسل اضافہ ہوا اور مصنوعات کی درآمد میں کمی اور برآمد کی حد تک مصنوعات کی مقدار میں اضافہ اور خام اشیاء کی مقدار میں کمی اسی رجحان کو ظاہر کرتی ہے خام اشیاء کی درآمد سنہ ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۳۳ کروڑ سے بڑھ کر ۱۹۴۲-۴۳ میں ۵۲ کروڑ ہو گئی اس کے مقابلہ میں مصنوعات کی درآمد ۹۳ کروڑ سے گھٹ کر اسی دوران میں ۴۹ کروڑ ہو گئی۔ اس کمی کی ایک وجہ صنعتی ممالک خاصکر انگلستان کی جنگی مصنوعات کی تیاری میں مصروفیت ہے۔ دوران جنگ قابل قدر ترقی یہ ہے کہ مصنوعات کی برآمد میں اضافہ ہوا اور خام پیداوار ملک ہی میں استعمال کی جانے لگی۔ خام اشیاء کی برآمد سنہ ۱۹۳۸-۳۹ میں ۷۶ کروڑ سے گھٹ کر سنہ ۱۹۴۲-۴۳ء میں ۵۴ کروڑ رہ گئی البتہ سنہ ۱۹۳۹-۴۰ء میں یہ ۹۲ کروڑ تک بڑھ گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جنگ کے اس پہلے سال میں تجارتی رکاوٹوں کی کمی سے فائدہ اٹھا کر برطانیہ نے کثیر مقدار میں خام اشیاء کو طلب کیا۔ مصنوعات کی سب سے زیادہ برآمد سنہ ۱۹۴۱-۴۲ء میں ۱۱۵ کروڑ کی تھی لیکن اس کے بعد کے سال میں یہ گھٹ کر ۹۰ کروڑ ہو گئی۔

یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ جنگ سے قبل ہندوستان کی برآمد میں خام اشیاء کو اہمیت حاصل تھی اور مصنوعات ثانوی حیثیت رکھتی تھیں لیکن جنگ کے ایک ہی سال میں حالات بالکل برعکس ہو گئے اور مصنوعات کی برآمد کو اولیت کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اسکی

وجہ یہ ہے کہ ایسے بازار جن کو یوروپی ممالک مصنوعات فراہم کرتے تھے وہ اب ہندوستان کے دست نگر ہو گئے۔ اس کے علاوہ برآمدات کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا۔ برآمدی تجارت میں اس اضافہ سے پارچہ بافی کے کارخانوں، چائے اور جوٹ کی صنعتوں نے خوب فائدہ حاصل کیا۔ برآمد کی اس بڑھتی ہوئی مقدار و قیمت کو دیکھ کر مسرت ضرور ہوتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ برآمد خود ملک کی اہم ضروریات کی قربانی دیکر حاصل کی گئی تھی۔ ملک میں مصنوعات کی قیمتوں میں زبردست اضافہ ہوا جسکی وجہ سے لوگ ان کے استعمال کو ترستے رہے۔ اس حالت کی انتہا تو اغذیہ کی برآمد کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ یہ ۳۹-۱۹۳۸ء میں ۳۹ کروڑ روپیہ سے بڑھ کر ۴۲-۱۹۴۱ء میں ۶۰ کروڑ اور اس کے بعد کے سال میں ۹۳ کروڑ روپیہ کی برآمد کی گئی جہاں برآمد میں یہ اضافہ ہوا وہیں درآمد میں خاصی کمی ہو گئی ۴۲-۱۹۴۱ء میں اغذیہ کی درآمد ۲۸ کروڑ روپیہ کی ہوئی لیکن یہ گھٹ کر ۴۳-۱۹۴۲ء میں صرف ۰ کروڑ رہ گئی۔ اس کی وجہ برما سے چاول کی درآمد کی مسدودی ہے۔

جنگ کے پہلے سال اجناس، دالوں اور آٹے کی درآمد میں اضافہ ہوا۔ لیکن اسکے بعد اس میں کمی شروع ہوئی۔ شکر کی درآمد میں اضافہ ہوا۔ لیکن اس کی درآمد بھی گھٹتی گئی۔ ۴۰-۱۹۳۹ء میں ۳ کروڑ کی مالیت سے کم ہو کر شکر کی درآمد ۴۳-۱۹۴۲ء میں صرف ۲ لاکھ کی ہوئی۔ معدنی اور دیگر تیلوں کی درآمد میں برابر اضافہ ہو رہا تھا۔ ۳۹-۱۹۳۸ء میں ۱۶ کروڑ روپے سے بڑھ کر یہ ۴۳-۱۹۴۲ء میں ۲۸ کروڑ روپیہ ہو گئی۔ ۲۴ مارچ ۱۹۴۳ء سے حکومت نے مصر، سوڈان اور جنوبی افریقہ سے روئی کی درآمد پر نگرانی قائم کر دی۔ اس کے باوجود ملکی صنعتوں کی ترقی کا اندازہ خام روئی، اون، سوتی دھاگہ کی بڑھتی ہوئی درآمد سے ہو سکتا ہے۔ مشنری کی درآمد ۳۹-۱۹۳۸ء میں ۲۰ کروڑ سے گھٹ کر ۴۳-۱۹۴۲ء میں ۱۱ کروڑ ہو گئی۔

اس کی وجہ حمل ونقل کے مشکلات اور درآمدی ممالک کی جنگ میں مصروفیت ہے مشنری کی درآمد میں کمی کی بعض یہ وجہ قرار دیتے ہیں کہ حکومت نے سوائے چند فوجی ضروریات کی صنعتوں کے ہندوستان کی دیگر صنعتوں کو ترقی کے پورے مواقع بہم نہیں پہنچائے۔

۱۹۴۳-۴۴ء میں اجناس دالوں اور آٹے کی درآمد میں اضافہ اور برآمد میں کمی ہوئی درآمدی تجارت میں مصنوعات کی اہمیت بمقابلہ خام اشیاء اور نیم ساختہ اشیاء کے گھٹ گئی البتہ برآمدی تجارت میں خام اور نیم ساختہ اشیاء کے مقابلہ میں مصنوعات کی اہمیت زیادہ ہوگئی۔ اغذیہ، شراب، اور تمباکو کی درآمد میں ۱۹۴۲-۴۳ء میں ۲۰ کروڑ کی کمی ہوئی تھی لیکن اس سال اس میں اضافہ ہوا۔ اور یہ ۶۲ر، کروڑ سے بڑھ کر اس سال ۱۲ر۸ کروڑ ہوگئی۔ اجناس، دالیں اور آٹے کی درآمد ۳۱ لاکھ سے بڑھ کر ۴۸ر۱ کروڑ ہوگئی۔ خام اور نیم ساختہ اشیاء کی درآمد میں ۹۸ر۱۱ کروڑ کا اضافہ ہوا یہ ۱۹۴۲-۴۳ء میں ۹۶ر۵۱ کروڑ سے بڑھ کر اس سال ۹۴ر۶۳ کروڑ ہوگئی۔ مصنوعات کی درآمد میں ۱۹۴۳-۴۴ء میں اور کمی ہوئی یہ ۱۹۴۲-۴۳ء میں ۵۱ر۴۹ کروڑ سے گھٹ کر ۱۹۴۳-۴۴ء میں ۱۱ر۵۴ کروڑ ہوگئی اسکی وجہ یہ تھی کہ موٹروں، دھاتوں اور کاغذ کی درآمد میں کمی ہوئی البتہ رنگ، ادویات اور مشنری کی درآمد میں اضافہ ہوا۔

تجارت کی سمت

حالیہ جنگ نے ہندوستان کی خارجہ تجارت کی سمتوں میں بہت سی تبدیلیاں کردی ہیں شہنشاہی ممالک سے ہندوستان کی تجارت بڑھتی گئی۔ ہندوستان کو یوروپی بازار کے بند ہوجانے سے نقصان ہوا لیکن اس کی تلافی شہنشاہی ممالک سے تجارت میں اضافہ سے ہوگئی۔ شہنشاہی ممالک نے جنگی ضروریات کی تکمیل ہندوستانی برآمدات سے کی۔ اس کے علاوہ برطانوی مال کی درآمد میں

کمی ہو جانے سے ہندوستانی بازار میں شہنشاہی ممالک نے اپنا مال روانہ کرنا شروع کیا
برما، سیلون اور آسٹریلیا نے ہندوستانی تجارت میں زیادہ حصہ لیا۔ سیلون کو زیر
اور کھوپرے کے معاوضہ میں اجناس روانہ کئے گئے برما کو چاول کے معاوضہ میں سوتی پارچہ
برآمد ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ ملایا، ہانگ کانگ اور نیوزی لینڈ نے بھی ہندوستان
سے تجارت میں اہم حصہ لیا۔ ہندوستان نے جنوبی افریقہ کو کثیر مقدار میں سوتی پارچہ
برآمد کیا جاپان سے جنگ کی ابتدار نے۔ برما، آسٹریلیا، ملایا، ہانگ کانگ اور جزائر
شرق الہند سے تجارت کو بند کر دیا اور صرف انگلستان ہی اہم خریدار رہ گیا۔

غیر شہنشاہی ممالک میں ایران، عربستان، عراق، اور شمالی مغربی سرحدی علاقوں
سے ہندوستان کی تجارت میں اضافہ ہوا۔ برما کے نکل جانے کے بعد ایران نے معدنی تیل کی
درآمد میں زبردست حصہ لیا اس کے علاوہ ان ممالک کو اب مصنوعات کی حد تک ہندوستان
پر بھروسہ کرنا پڑا۔ مشرق وسطیٰ میں جنگی ضروریات کیلئے ہندوستان سے زیادہ برآمد ہوتی رہی
جنگ کے ابتدائی سال میں جاپان اور امریکہ نے ہندوستان کی تجارت میں بہت حصہ لیا چنانچہ
ان ممالک سے لوہے، فولاد کے سامان آلات مشنری، شراب، مقوہ کاغذ کیمیائی اشیار
وغیرہ کی درآمد ہوتی رہی۔ جاپان نے برطانیہ کے ہٹ جانے سے سوتی مصنوعات کی کثیر مقدار میں
درآمد کی لیکن جاپان کی جنگ میں شرکت سے یہ درآمدات بند ہوگئیں۔ امریکہ سے بھی تجارتی
تعلقات زیادہ قریبی ہوتے گئے ۱۹۴۲ء میں ہندوستان برطانیہ کو اغذیہ اور امریکہ کو
خام اشیار روانہ کرتا تھا۔ اس کی وجہ بحرالکاہل کے بحری راستہ کی محفوظ حالت ہے اس
کے علاوہ امریکہ میں انگریزی جنگی ضروریات کیلئے ہندوستان کی خام اشیار کی سخت
ضرورت تھی۔ ہندوستانی صنعتوں کے ضروریات یعنی مشنری اور لوہے فولاد کی اشیار

کی درآمد امریکہ ہی سے ہوتی رہی۔ جب فرانس کی فتح کے بعد یورپی بازار ہندوستان کیلئے بند ہوگئے تو روغنی تخم، خام روئی، جوٹ، سوتی مصنوعات، کافی، کھانے کھلی اور چمڑے کی برآمد میں کمی ہوگئی۔ برآمد کے اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے نئے بازارات فراہم کرنیکی کوشش کی گئی۔ اس سلسلہ میں امریکہ سے تجارتی تعلقات کیلئے حکومت ہند نے جولائی ۱۹۴۰ء میں ڈاکٹر گریگری اور سرڈیوڈ میک کو امریکہ روانہ کیا تاکہ تحقیق کریں کہ کس حد تک امریکہ میں ہندوستانی مال کی کھپت ہوسکتی ہے انہوں نے اپنی رپورٹ ۱۹۴۱ء کے اواخر میں پیش کی۔ اس کمیشن نے یہ رائے ظاہر کی کہ ایسی خام اشیاء جو جنگی ضروریات کیلئے طلب کیجارہی ہیں ان کو ہندوستان امریکہ کو برآمد کرسکتا ہے ورنہ دیگر اشیاء روانہ کرنے کے مواقع نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کو بڑے امریکی مال سے مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اسکے علاوہ ضرورت ہے کہ ہندوستانی پیدا کنندے اور تاجر امریکی بازار کی خصوصیات اور گاہکوں کے رجحانات کو پیش نظر رکھ کر مال روانہ کریں۔ اس رپورٹ سے یہ خیال ہے کہ ہندوستان کے مال کیلئے امریکی بازار ایک محدود حیثیت رکھتا ہے اور جن اشیاء کی کھپت ہوسکتی ہے ان کے لئے بھی ہندوستانی پیدا کنندوں اور تاجر کو رسوخ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہندوستانی خارجہ تجارت کیلئے حکومت نے ایک برآمدی تجارت کی مشاورتی کمیٹی بھی قائم کی ہے جاپان کی جنگ میں شرکت اور مشرقی بحری راستہ کی مسدودی سے امریکہ سے تجارت میں بھی تخفیف ہوئی۔ مختلف ممالک سے ہندوستان کی تجارت کا اندازہ حسب ذیل جدول سے ہوتا ہے۔

سمت تجارت کروڑ روپیوں میں

+ موافق　　　- مخالف

	۱۹۴۰-۴۱			۱۹۴۱-۴۲			۱۹۴۲-۴۳		
	برآمد	درآمد	توازن	برآمد	درآمد	توازن	برآمد	درآمد	توازن
سلطنت متحدہ	۶۵	۳۶	۲۹ +	۷۷	۳۷	۴۰ +	۵۷	۳۰	۲۰ +
برما	۱۸	۲۸	۱۰ -	۱۲	۲۹	۱۷ -	۳۳	۲	۳۱
امریکہ	۳۲	۲۷	۵ +	۴۶	۳۵	۱۱ +	۲۸	۱۹	۹ +
جاپان	۹	۲۲	۱۳ -	۵	۱۲	۷ -	+	۳	۲ -
ملایا	۳	۵	۲ -	۴	۵	۱ -	x	x	x
آسٹریلیا	۷	۲	۵ +	۱۱	۵	۶ +	۱۶	۳	۱۳ +
کینیڈا	۳	۳	x	۶	۷	۱ -	۴	۶	۲ -

جنگ کے دوران میں تجارت کا رجحان

۴۴-۱۹۴۳ء میں بمقابلہ اس سے قبل کے سال کے شہنشاہی ممالک سے ۴۴٫۲۴ کروڑ کی مالیت کی درآمدی تجارت کم ہوگئی غیر شہنشاہی ممالک سے تجارت اس سال ۱۲٫۶۵ کروڑ بڑھ گئی۔ برآمدی تجارت میں بھی غیر شہنشاہی ممالک کا زیادہ حصہ رہا۔ آسٹریلیا سے درآمد میں اضافہ ہوا لیکن کینیڈا سے درآمد ۵٫۵۳ کروڑ سے گھٹ کر اس سال ۲٫۵۲ کروڑ ہوگئی۔ غیر شہنشاہی ممالک میں ایران، عراق، و مصر نے درآمد میں زیادہ حصہ لیا۔ ہندوستان سے امریکہ کو برآمد میں ۱۲٫۴۹ کروڑ کا اضافہ ہوا۔ اس طرح ۴۴-۱۹۴۳ء سے

میں غیر شہنشاہی ممالک نے ہندوستانی تجارت میں اہم حصہ لیا شہنشاہی ممالک میں سب سے زیادہ برآمد انگلستان کو ہوئی اس سال برطانیہ کو ۸۷،۲ کروڑ کی زائد برآمد ہوئی۔

مابعد جنگ تجارت کا رجحان

ہندوستان کی تجارت کے مستقبل کا انحصار ان اصولوں پر ہوگا جنکے ذریعہ آیندہ بین الاقوامی تجارت کی تنظیم عمل میں آئیگی۔ یہ حقیقت ہے کہ ممالک کے درمیان معاشی عدم تعاون اور عدم اتحاد موجودہ جنگ کا اہم سبب ہے ہندوستان کی تجارت کا روشن مستقبل دوسرے ممالک کے بعد جنگ تجارتی طریقوں اور بین الاقوامی تجارت کی مستقل بنیادوں پر قائم ہونے پر منحصر ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کا سیاسی مستقبل تجارت کے مستقبل کو متاثر کریگا۔ اگر ہندوستان کو دیگر ممالک کے مفادات اور سیاسی اثرات سے الگ ہو کر ایک تجارتی پالیسی بنانے کے مواقع حاصل ہو جائیں تو اس سے کسی کو انکار نہیں کہ ہندوستان اپنی معاشی بھلائی کو پیش نظر رکھ کر تجارتی پالیسی ترتیب دیگا۔ ہندوستان کو چاہیئے کہ وہ بین الاقوامی تنظیم جدید کے بلند و بالا منصوبہ بندیوں میں حصہ لینے سے پہلے قومی معیشت کی پالیسی کو اختیار کر کے فائدہ حاصل کرے۔

ہندوستان کا تجارتی مستقبل اس معاشی نصب العین کے تحت ہوگا جو ہندوستان جنگ کے بعد اپنے پیش نظر رکھیگا۔ وہ نصب العین وہی ہو سکتا ہے جس میں ہندوستان کی زیادہ سے زیادہ بھلائی مضمر ہو۔ ہندوستان کو ایک زبردست صنعتی ملک بننا چاہیئے تاکہ اس کی آبادی کا معیار زندگی بلند ہو اور اس کے لئے ایک ایسی تجارتی پالیسی کی ضرورت ہے جو بعد میں پیدا ہونیوالے نئے نئے معاشی

و سیاسی نظریوں سے متاثر نہ ہونے پائے ہندوستان دوران جنگ ایک قرض دار ملک کے بجائے ایک قرض خواہ ملک بن گیا ہے۔ آیندہ تجارتی پالیسی میں اس کو پیش نظر رکھا جائے۔ اس کثیر غیر ملکی زر کو مابعد جنگ مشنری کی درآمد میں جو ہندوستان کی معاشی تنظیم میں ممد و معاون ہو استعمال کیا جائے۔ انگلستان کو یہ جاننا چاہیئے کہ خوشحالی مثل امن کے غیر منقسم ہے اس لئے اس کو چاہیئے کہ وہ ہندوستان کو صنعتی و تجارتی پالیسی ترتیب دینے کی کامل آزادی دے۔

تجارت کے سلسلہ میں مستقبل میں روپیہ اور اسٹرلنگ کے تعلق کا مسئلہ بھی اہم ہے۔ جنگ سے پہلے ہندوستان ایک مقروض ملک تھا مطالبات وطن کی صورت میں ہندوستان کو سالانہ تیس کروڑ سے اوپر کی رقم ہر سال انگلستان کو ادا کرنے ہوتی تھی اس لئے ہندوستان کیلئے یہ امر ناگزیر تھا کہ وہ ہمیشہ موافق توازن تجارت حاصل کرے۔ ہندوستان کی تمام تجارتی پالیسی اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے متعین ہوتی تھی لیکن جنگ کے بعد یہ دشواری نہیں رہیگی کیونکہ ہندوستان اپنا تمام بیرونی قرضہ ادا کرچکا ہے جنگ سے پہلے ہماری تجارت درآمد زیادہ تر مصنوعات پر مشتمل تھی لیکن ہندوستان اب خود ایک اہم صنعتی ملک بننا چاہتا ہے اس لئے ہماری درآمد زیادہ تر مشینوں پر مشتمل ہونی چاہیئے تاکہ ہم مصنوعات خود اپنے ملک میں تیار کرسکیں۔ ان بدلے ہوئے حالات کے تحت ہماری تجارت برآمد کا متاثر ہونا بھی ضروری ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم کم سے کم خام مال برآمد کریں اور ملک کا خام مال زیادہ سے زیادہ مصنوعات کی صورت میں ملک میں تیار کیا جائے۔

اس سے ہماری تجارت برآمد کی ماہیت میں لازمی طور پر تبدیلی ہو جائیگی۔ ہندوستان کی آیندہ تجارتی پالیسی میں اندرونی تجارت کو زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بہت وسیع مواقع موجود ہیں اور اس سے ملک کی معاشی حالت زیادہ بہتر بنائی جاسکتی ہے۔

بزمِ معاشیات جامعۂ عثمانیہ

کی

مطبوعات

...دوستان کے زرِ پر جنگ کے اثرات	محمد احمد خاں	قیمت ۴/عہ
...ک اور غذا کا مسئلہ	شفیق الرحمن	قیمت ۱۲/
...یدرآباد کی صنعتوں پر جنگ کے اثرات	محمد نظام الدین احمد	قیمت عہ/
...یدرآباد میں قیمتوں کی نگرانی	احمد عبد الماجد	قیمت عہ/
...ک اور راتب بندی	سعید احمد مینائی	قیمت ۴/عہ
...ک اور ہندوستان کا قومی قرضہ	محمد احمد خاں	قیمت ۱۲/
...لستان اور بین الاقوامی زر کے منصوبے	محمد احمد خاں	قیمت ۸/
...ریکہ اور بین الاقوامی زر کے منصوبے	عطاء الرحمن علوی	قیمت ۶/
...ینڈا اور بین الاقوامی زر کے منصوبے	خواجہ محمد شمس الدین	قیمت ۸/
...ندوستان اور بین الاقوامی زر کے منصوبے	سعید احمد مینائی	قیمت ۸/
...صول منافعۂ زائد	سعید احمد مینائی	قیمت ۸/
...ندوستان کی معاشی ترقی کیلئے ایک لائحۂ عمل	سعید احمد مینائی	قیمت ۱۲/

ادارۂ معاشیات

فاطمہ منزل حمایت نگر حیدرآباد دکن

بزم معاشیات جامعہ عثمانیہ
کی
مطبوعات

۴۴-۱۹۴۳ء میں بزم معاشیات نے اہم حاضرہ معاشی مسائل پر بارہ کتابیں شائع کی تھیں جس کی تفصیل ٹائیٹل کے صفحہ تین پر درج ہے۔

۴۵-۱۹۴۴ء میں بزم معاشیات ہندوستان کے اہم معاشی مسائل پر بارہ کتابیں شائع کر رہی ہے۔ ان میں سے ہر کتاب تقریباً ۵۰ صفحات کی ہوگی اسوقت تک چار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

۱۳- ہندوستان کے زرعی مسائل .... قیمت عصہ

۱۴- ہندوستان میں امداد باہمی کی تحریک .... ״

۱۵- ہندوستان کی تجارت .... ״

۱۶- ہندوستان کے صنعتی مسائل .... ״

بزم معاشیات ماہ دسمبر ۱۹۴۴ء میں چار مندرجہ ذیل کتابیں شائع کر رہی ہے

۱۷- ہندوستان کا مالی نظام .... قیمت عصہ

۱۸- ہندوستان کا معاشی نظام .... ״

۱۹- زرعی اجناس کی فروخت .... ״

۲۰- زرعی قرضہ داری .... ״

ماہ جنوری ۱۹۴۵ء میں شائع ہونے والی کتابیں۔

۲۱- ہندوستان کا نظام بنک کاری قیمت عصہ

۲۲- ہندوستان کی قومی آمدنی ״

۲۳- ہندوستان کے مزدوروں کے مسائل ״

۲۴- ہندوستان کی سڑکیں اور ریلیں ״

۷

بک ڈپو انجمن ترقی اُردو، جامع مسجد دہلی

ختم ہو چکتی ہیں اور بعض نئی یا پرانی زیر طبع ہوتی ہیں۔ ان مجبوریوں کے پیش نظر آرڈر دیتے وقت اگر آپ کو
الغرض سو روپے کی کتابیں درکار ہوں تو کم از کم سوا سو روپے کا آرڈر بھیجیں اور جو کتابیں زیادہ ضروری
ہوں ان کو کسی خاص نشان سے واضح کر دیں یا اس طرح لکھ دیں کہ اگر مطلوبہ کتب میں سے موجود نہ ہوں
تو باقی منتخب کتابوں میں ملا کر پورے سو روپے کی کتابیں روانہ کر دیں۔ (مینجر)